اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
OCTOBER 2008
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 174

برتھ کنٹرول کے مسئلے پر ایک جامع تحریر

ضبطِ تولید کی شرعی حیثیت

تالیف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

جمعیّت اِشاعتِ اہلِسُنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

برتھ کنٹرول کے مسئلہ پر ایک جامع تحریر

بنام

ضبطِ تولید

کی شرعی حیثیت

تالیف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظِلّہ

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:2439799

نام کتاب : ضبطِ تولید کی شرعی حیثیت

تصنیف : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت : شوال المکرّم 1429ھ۔ اکتوبر 2008ء

تعدادِ اشاعت : 2800

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

فہرست عنوانات

پیش لفظ

ضبطِ تولید کی بنیاد عزل ہے اور عزل کا جواز قرآن و سنّت سے ثابت ہے پھر صحابہ کرام میں بعض اِسے ناپسند سمجھتے اور بعض جواز کا فتویٰ دیتے اور بعض خود اس پر بھی عمل کرتے، پھر آئمہ مجتہدین اور فقہاء اسلام نے ضرورت صالحہ کی بنا پر اِسے جائز قرار دیا اور آزاد بیوی سے عزل کو اس کی رضا سے مشروط کیا اور بعض فقہاء کرام نے فسادِ زمانہ کی وجہ سے بیوی کی رضا کے بغیر چند وجوہات کی بنا پر بلا کراہت عزل جائز قرار دیا ہے اور بعد کے علماء کرام نے اس پر فتویٰ بھی دیا ہے۔

اور ضبطِ تولید سے مقصود اولاد کی پیدائش کو روکنا ہے، قدیم سے عزل کا طریقہ رائج تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نئے نئے طریقے ایجاد ہوتے گئے، ضروری نہیں کہ سب کے سب درست اور صحیح ہوں، ان میں سے بعض درست اور بعض غلط، بعض جائز ہیں، اور بعض ناجائز، اس کے لئے ایک ضابطہ مقرر ہے وہ یہ کہ شرع مطہرہ ایسا کوئی بھی طریقہ اپنانے کی اجازت نہیں دیتی کہ جس سے مرد یا عورت میں اَولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ لہٰذا جس طریقے میں بھی عورت یا مرد کا بانجھ ہونا پایا جائے وہ ناجائز ہوگا جیسے نسبندی اور نل بندی وغیرہما۔

زیرِ نظر کتاب دراصل ہمارے دار الافتاء سے تقریباً ۲۰۰۰ء میں جاری ہونے والا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ کا ایک طویل فتویٰ ہے، ہماری کمیٹی شعبہ نشرو اشاعت کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب نے اس میں اضافہ کر کے اُسے نئی ترتیب دے کر کتابی صورت بنا کر اشاعت کے لئے پیش کر دیا اور اس میں زیر نظر مسئلہ پر بہت اچھی بحث کی ہے، مسائل ذکر کرنے کے ساتھ اُن کے مآخذ ذکر کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے ہر مسئلہ اور ہر بات با حوالہ ہے، اور شروع میں فہرست مضامین

اور آخر میں ماٰخذ و مراجع ترتیب وار ذکر فرمائے ہیں، کتاب پڑھ کر اور اس کے ماٰخذ و مراجع دیکھ کر حضرت کی محنت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ امید ہے کہ مفتی صاحب قبلہ کی دیگر کتب و رسائل کی طرح یہ کتاب بھی قارئین کی امیدوں پر پوری اُترے گی اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی اس کاوش کو مقبول فرمائے، اور اسے ہر عام و خاص کے لئے نافع بنائے۔

الحمد للہ جمعیت اشاعت اہلسنّت اِسے اپنے مفت سلسلہ اشاعت کے 174 ویں نمبر پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اراکین و ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے اور آخرت کی نجات کا سامان بنائے۔ آمین

فقط

محمد مختار اشرفی

خادم جامعۃ النور

و رُکنِ شوریٰ جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

عزل کا حکم

ضبطِ تولید عزل کے حکم میں ہے، چنانچہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں:

''ضبط تولید'' کے لئے دواؤں کا استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ یہ بالکل ''عزل'' کے حکم میں ہے اور یہ جائز ہے۔ (۱)

عزل کیا ہے؟

''عزل'' عربی زبان کا لفظ ہے، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

و إن نزع و أمنى خارج الفرج، قيل: عَزَل (۲)

یعنی، اگر مرد (آلۂ تناسل) باہر نکال لے اور منی شرمگاہ سے باہر خارج کرے تو (عربی زبان میں) کہا جاتا ہے اس نے ''عزل'' کیا۔

اور امام یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

العزل: هو أن يجامع فإذا قارب الإنزال، نزع، وأنزل خارج الفرج (۳)

یعنی، ''عزل'' یہ ہے کہ مرد صحبت کرے اور جب انزال قریب ہو تو (اپنا عُضوِ تناسل) باہر نکال لے اور فرج (یعنی عورت کی شرمگاہ) سے باہر منی خارج کرے۔

۱۔ وقار الفتاویٰ، کتاب النکاح، ضبط تولید، ۱۲۶/۳

۲۔ رَدُّ المُحتار علی الدُّرِّ المُختَار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب فی حکم العزل، ۵۸۳/۸

۳۔ شرح صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب العزل، ۹/۱۰/۵

اور ملاعلی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۶ھ لکھتے ہیں:

هو إخراج الرّجل ذكره من الفرج قبل أن ينزل (٤)

یعنی، ''عزل'' انزال سے قبل مرد کا اپنے عضوِ تناسل کو فرج (یعنی عورت کی شرمگاہ) سے باہر نکالنا ہے۔

علامہ سراج الدین ابراہیم بن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۵ھ (٥) اور علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۰ھ (٦) لکھتے ہیں:

هو الإنزال خارج الفرج

یعنی، ''عزل'' فرج (یعنی عورت کی شرمگاہ) سے باہر انزال (یعنی مادہ منویہ خارج) کرنا ہے۔

''درمختار'' کی عبارت کے تحت علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

أى بعد النزع لا مطلقاً (٧)

یعنی، (ہمبستری کرتے ہوئے آلۂ تناسل) باہر نکالنے کے بعد نہ کہ مطلقاً (باہر انزال کرنا ''عزل'' ہے)۔

علماء کرام نے ''عزل'' کے جو اصطلاحی معنی بیان کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کا اپنی بیوی سے ہمبستری کے دوران اپنی منی کو اس کی شرمگاہ سے باہر خارج کرنا ''عزل'' کہلاتا ہے۔

٤۔ مرقاة شرح مشكاة، كتاب النكاح، باب العزل المباشرة، الفصل الأول، ٣١٤/٦

٥۔ النّهرُ الفائق، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٢٧٥/٢

٦۔ الدُّرُّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٥٨٣/٨

أيضاً الدُّرُّ المُنتقى، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٥٣٨/١

٧۔ رَدُّ المُحتار على الدُّرِّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب فى حكم العزل، ٥٨٣/٨

عزل سے مقصود

''عزل'' سے مقصود حمل سے بچنا ہے چنانچہ صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود محبوبی حنفی متوفی ۷۴۷ھ لکھتے ہیں:

العزل: منع عن حدوث الولد (۸)

یعنی، ''عزل'' بچہ کی پیدائش سے رُکنا ہے۔

اور امام بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، امام بخاری کے ''صحیح بخاری'' میں ایک عنوان ''باب العزل'' کے تحت لکھتے ہیں:

أی هذا باب فی حکمِ عَزلِ الرَّجُلِ ذَکرَہُ من الفرجِ لینزلَ منیَّہُ خارجَ الفرجِ فراراً مِنَ الحبلِ (۹)

یعنی، یہ باب مرد کے اپنے آلۂ تناسل کو عورت کی فرج (شرمگاہ) سے اس لئے نکالنے کے حکم کے بیان میں ہے تاکہ حمل سے بچنے کے لئے اپنے مادہ منویہ کو عورت کی فرج سے باہر گرائے۔

عزل کا شرعی حکم

اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر فاسد عقیدہ نہ ہو اور اس کی ضرورت ہو تو جائز ہے اور بے ضرورت شرعاً ناپسندیدہ عمل ہے۔

قرآن کریم

قرآن کریم میں ہے:

﴿نِسَآءُ کُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ (۱۰)

۸۔ شرح الوقایة، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/۵۵

۹۔ عمدة القاری، کتاب النکاح، باب العزل، ۱۴/۱۸۰

۱۰۔ البقرة:۲/۲۲۳

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو۔ (کنز الایمان)

سیّد المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیہ کریمہ سے ''عزل'' کے جواز کا استدلال کیا ہے

چنانچہ امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ زائدہ بن عمیر الطائی نے بیان کیا کہ:

قُلتُ لِابنِ عَبَّاسٍ کَیفَ تَریٰ فِی العَزلِ؟ قَالَ: إِن کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ فِیہِ شَیئًا فَھُوَ کَمَا قَالَ وَ إِلَّا فَإِنِّی أَقُولُ فِیہِ ﴿نِسَآءُ کُم حَرثٌ لَّکُم ص فَاتُوا حَرثَکُم اَنّٰی شِئتُم﴾ مَن شَاءَ عَزَلَ وَ مَن شَاءَ تَرَکَ (۱۱)

یعنی، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ عزل کے بارے میں کیا دیکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے تو حکم وہی ہے جو آپ نے فرمایا، ورنہ میں اس کے حکم کے بارے میں کہتا ہوں (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) ﴿نِسَآءُ کُم حَرثٌ لَّکُم ص فَاتُوا حَرثَکُم اَنّٰی شِئتُم﴾ ترجمہ: ''تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو'' جو چاہے عزل کرے اور جو چاہے چھوڑ دے۔

اس روایت کے بارے میں علامہ نور الدین ہیثمی لکھتے ہیں:

رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح ما خلا زائدۃ بن عمیر و ھو ثقۃ (۱۲)

یعنی، اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام رُوات صحیح

۱۱۔ المعجم الکبیر، برقم: ۱۲۶۳، ۹۸/۱۲

۱۲۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم: ۷۵۸۰، ۳۹۰/۴

کے (راوی) ہیں سوائے زائدہ بن عمیر کے اور وہ (بھی) ثقہ ہیں۔

اور اسے حافظ ابن کثیر دمشقی نے بھی "جامع المسانید" میں زائدہ بن عمیر کی روایت سے نقل کیا ہے۔(۱۳)

اور اسی کو امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے زائدہ بن عمیر کی روایت سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیہ کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

مَنْ شَاءَ أَنْ يَعْزِلَ فَلْيَعْزِلْ وَ مَنْ شَاءَ أَنْ لَا يَعْزِلَ فَلَا يَعْزِلْ (۱٤)

یعنی، جو شخص عزل کرنا چاہے تو عزل کرے اور جو عزل نہ کرنا چاہے تو عزل نہ کرے۔

اور امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے جلیل القدر تابعی سے مذکورہ آیہ کریمہ سے عزل پر استدلال کرنا روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) ﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ اگر چاہو تو عزل کرو اور اگر چاہو تو عزل نہ کرو۔(۱۵)

اور علامہ ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی نے لکھا کہ:

إن جواز العزل مُستنبطٌ عن الكتاب، فإنه تعالىٰ قال في باب في النساء: ﴿نِسَآءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ فسمّى بضع المرأة حرثاً، و من المعلوم أن الحرث يتخير فيه الإنسان بين أن يسقيه و أن لا يسقيه فكذلك بضع النِّساءِ و بل قيل: إن نزول ﴿أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ بمعنى

۱۳۔ جامع المَسانيد و السُّنَن، مسند عبدالله بن عباس رضي الله عنهما، برقم: ۲۷۰، ۱٤٥/۳۰

۱٤۔ المُصنَّف لابن أبي شَيبة، كتاب النكاح، باب في العزل و الرُّخصة فيه، برقم: ۱٦۸٤۳، ۱۸۲/۹ و باب في قوله تعالىٰ ﴿نِسَآءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾، برقم: ۱٦۹۲۸، ۱۹۹/۹

۱۵۔ تفسير الطبري، سورة البقرة، الآية: ۲۲۳، برقم: ٤۳۳۸، ٤۰۸/۲

"کیف شئتم" کان لبیان جوازِ العزل (۱۶)

یعنی، بے شک جوازِ عزل کتاب اللہ تعالیٰ سے مُستنبَط ہے پس اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے ہمبستری کے باب میں فرمایا ﴿تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو﴾ پس بضع عورت کا نام ''حرث'' (کھیتی) رکھا گیا اور یہ معلوم ہے کہ کھیتی میں انسان کو اس بات میں اختیار ہوتا ہے کہ وہ اُسے سیراب کرے یا نہ کرے پس اسی طرح بضعِ عورت ہے، بلکہ کہا گیا کہ قرآن کریم میں ﴿اَنّٰی شِئۡتُمۡ﴾ بمعنی ''کَیۡفَ شِئۡتُمۡ'' (جیسے تم چاہو) کا نزول جوازِ عزل کو بیان کرنے کے لئے ہے۔

اور عزل کا جواز احادیثِ نبویہ و آثارِ صحابہ و تابعین سے ثابت ہے۔

حدیث شریف

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مُتعدّد طُرُق کے ساتھ باسنادِ صحیحہ کثیر مُحدِّثین نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ امام عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنۡ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَعۡزِلُ عَلٰى عَهۡدِ النَّبِيِّ ﷺ (۱۷)

یعنی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ہم عہد نبوی ﷺ میں عزل کیا کرتے تھے۔

اور صحابیِ رسول ﷺ جب یہ کہے کہ ہم حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں ایسے کیا کرتے تھے تو صحابی کا وہ قول علماءِ اصولِ حدیث کے نزدیک مرفوع روایت کے حکم میں ہوتا ہے، چنانچہ امام بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

۱۶۔ التَّعلیق المُمجّد، کتاب النکاح، باب العزل، ۹۹/۲

۱۷۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۵۲۰۷

قول الصّحابی: کُنَّا نفعل کذا، إن أضافه إلی زمن النَّبیِ ﷺ، فحکمه حکم المرفوع علی الصحیح عند أهل الحدیث مِنَ الأصولیین (١٨)

یعنی، صحابیِ رسول ﷺ کا یہ کہنا کہ ہم ایسا کیا کرتے تھے، اسے اگر وہ نبی ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ کی طرف منسوب کرے تو علماءِ اصولِ حدیث کے نزدیک صحیح قول کے مطابق اس (قولِ صحابی) کے لئے مرفوع حدیث کا حکم ہے۔

گویا عزل کی اباحت و جواز حضور ﷺ سے مرفوع حدیث کے ذریعے ثابت ہے اور پھر کسی کام کے لئے صحابی یہ کہے کہ ہم حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ حضور ﷺ کو اس کی خبر نہ ہو اور خبر ہونے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ آقا اپنے غلاموں کو غلط و ناجائز کام سے نہ روکیں اور حضور ﷺ کی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس فعل کی خبر ہونا اور انہیں اس سے نہ روکنا دوسری صحیح روایت میں مذکور ہے۔

چنانچہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ (١٩) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ (٢٠) روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کُنَّا نَعْزِلُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ فَبَلَغَ ذٰلِکَ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ یَنْهَنَا عَنْهُ

یعنی، ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عزل کیا کرتے تھے اور (ہمارے عزل کرنے کی) یہ خبر اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ہمیں اس سے نہیں روکا۔

١٨- عمدة القاری، باب النكاح، باب العزل، (برقم:٥٢٠٧)، ١٨١/١٤

١٩- صحیح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، برقم:١٧٨ (١٤٤٠)، ص ٥٤٢

٢٠- السنن الكبرىٰ للبيهقى، كتاب النكاح، باب العزل، برقم:١٤٣٠٤، ٣٧٣،٣٧٢/٧

اور امام ابو جعفر طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ کی روایت میں ہے کہ:

كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا يَنْهَانَا عَنْ ذٰلِكَ (۲۱)

یعنی، ہم رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں عزل کیا کرتے ہیں ہمیں اس سے منع نہ فرمایا۔

اور نبی ﷺ کا کسی فعل سے نہ روکنا اس کے جواز کی دلیل ہے اور اگر کسی کے لئے اتنا کافی نہ ہو تو اس سے عرض ہے کہ نبی ﷺ حیات ظاہری کے ساتھ جلوہ افروز تھے اور نزولِ وحی کا زمانہ، اگر صحابہ کرام کا یہ فعل ناجائز و غلط تھا تو بذریعہ وحی ممانعت کیوں نہ ہو گئی اور صحابہ کرام نے اس کے جواز پر ان دونوں باتوں سے استدلال کیا ہے، چنانچہ امام مسلم بن حجاج قشیری (۲۲) اور امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (۲۳) متوفی ۲۷۹ھ، امام ابو جعفر طحاوی حنفی (۲٤) اور امام بیہقی (۲۵) روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُنَّا نَعْزِلُ وَ الْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ

یعنی، ہم عزل کرتے اور قرآن نازل ہوتا رہا۔

اور حافظ ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر متوفی ۲۱۹ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُنَّا نَعْزِلُ، وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَ الْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ (۲٦)

۲۱۔ شرح معانی الآثار، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ٤٣٧٠، ٣/٣٥

۲۲۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، برقم: ١٣٦(١٤٤٠)، ص

۲۳۔ سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی العزل، برقم: ١٣٧، ٣/٢٠٨

۲٤۔ شرح معانی الآثار، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ٤٣٦٨، ٤٣٦٩، ٣/٣٥

۲۵۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ١٤٣٠٣، ٧٠/٣٧٢،
أیضاً معرفة السنن، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ٤٢٧٧

۲٦۔ المُسنَد للحُمَیدی، أحادیث جابر بن عبدالله الأنصاری رضی الله عنـ
برقم: ١٢٥٧، ٢/٥٣٠

یعنی، ہم عزل کرتے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور قرآن نازل ہوتا رہا۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَ الْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ (٢٧)

یعنی، ہم عہد نبوی ﷺ میں عزل کرتے اور قرآن نازل ہوتا رہا۔

اور حدیث شریف کے اس مضمون کو امام ابن ماجہ (٢٨) اور امام احمد (٢٩) اور دیگر محدثین نے بھی روایت کیا ہے اور امام مسلم کی مندرجہ بالا روایت میں یہ بھی ہے:

زاد إسحاق، قال سفيان: لَوْ كَانَ شَيْئًا يُنْهٰى عَنْهُ لَنَهَانَا عَنْهُ الْقُرْاٰنُ (٣٠)

یعنی، حدیث شریف کے راوی اسحاق نے (ان کلمات کا اضافہ کیا اور) فرمایا کہ (راوی) ابو سفیان نے (حدیث بیان کرتے ہوئے) کہا عزل اگر ممنوع شئ ہوتا تو قرآن کریم ہمیں اس سے ضرور منع فرما دیتا (یعنی قرآن مجید میں اس کی ممانعت نازل ہو جاتی)۔

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

"وَ الْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ" جملة حالية يعني و لم يمنعنا والله عالم بأحوالنا، فيكون كالتقدير لنا (٣١)

یعنی، حدیث شریف میں "وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ" جملہ حالیہ ہے اس کا

٢٧- صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب العزل، برقم:٥٢٠٨، ٣/٢٠٠

٢٨- سنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب العزل، برقم:١٩٢٧، ٢/٢٥٧

٢٩- المسند للإمام أحمد، ٣/٣٠٩

٣٠- صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، برقم: ١٣٦/١٤٤٠

٣١- مرقاة، كتاب النكاح، باب المباشرة، الفصل الأول، برقم:٣١٨٤، ٦/٣١٤

مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارے حال کو جانتا ہے تو گویا (ہمارا یہ عمل) ہمارے لئے تقدیر کی مانند ہے (یعنی جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا)۔

اور علامہ شرف الدین حسین بن محمد طیبی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں:

فَلَمْ یمنعُنَا الوحیُّ وَ لا السُّنّةُ (۳۲)

یعنی، ہمیں عزل سے نہ وحی کے ذریعے منع کیا گیا اور نہ ہی سنت کے ذریعے۔

اور حضور ﷺ سے عزل کی صراحتاً اباحت بھی مروی ہے چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی حنفی روایت کرتے ہیں:

عَن جابرِ بن عبد الله قال: إنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَذِنَ فِی العَزْلِ (۳۳)

یعنی، حضرت جابر بن عبداللہ (انصاری) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عزل کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اسی طرح باندی اور آزاد عورت کے مابین عزل میں تفریق کے بیان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جسے امام ابن ماجہ اور احمد وغیرہما نے روایت کیا ہے (یہ حدیث آئندہ صفحات میں مذکور ہے) جوازِ عزل کی دلیل ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک عزل

امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

العَزُل جائز عند عامة الصحابة و کره قوم من الصحابة و غیرهم ...... و الصحیح الجواز۔ ملخصاً (۳۴)

۳۲۔ شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب المباشرة، الفصل الاول، برقم:۳۱۸۴، ۶/۶

۳۳۔ شرح معانی الآثار، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۴۳۶۷، ۳/۳۵

۳۴۔ فتح القدیر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، المجلد (۳)، ص۳۷۷، ۳۷۸

یعنی، عزل جمہور صحابہ کے نزدیک جائز ہے اور صحابہ کرام اور ان کے غیر (علماء کی ایک جماعت) نے اسے ناپسندیدہ جانا اور صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔

اور امام بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

فمن قال به من الصحابة: سعد بن أبی وقاص و أبو أیوب الأنصاری، و زید بن ثابت، و عبدالله بن عباس ذکره عنهم مالک فی "المؤطا"، و رواه ابن أبی شیبة أیضاً عن أبیّ بن کعب و رافع بن خدیج و أنس بن مالک، و رواه أیضاً عن غیر واحدٍ من الصحابة، لکن فی العزل عن الأَمَةِ وهم: عمر بن الخطاب، و خباب بن الأرت، وروی کراهته عن أبی بکر و عمر و عثمان و علی و ابن عمر و أبی أمامة رضی الله تعالیٰ عنهم (۳۵)

یعنی، اور صحابہ کرام میں سے جنہوں نے ''عزل'' کے جواز کا قول کیا ہے وہ حضرت سعد بن ابی وقاص، ابوایوب انصاری، زید بن ثابت، عبداللہ بن عباس، ان سے امام مالک نے ''مؤطا'' میں (جواز) ذکر کیا ہے اور اسے ابن ابی شیبہ نے بھی حضرت اُبَی بن کعب، رافع بن خدیج اور انس بن مالک وغیرہم متعدد صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں اور لیکن باندی سے عزل کے بارے میں حضرت عمر بن خطاب، خباب بن الارت سے (منقول ہے) اور اس کی کراہت حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابن عمر، ابی اُمامہ سے مروی ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اور امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں روایت کیا ہے کہ:

۳۵۔ عمدة القاری، کتاب النکاح، باب العزل، ۱۸۱/۱٤

أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ (۳٦)

یعنی، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

اور امام ابن ابی شیبہ (۳۷) اور امام بیہقی (۳۸) روایت کرتے ہیں کہ عامر بن سعد نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ زبرقان بن السراج کہتے ہیں کہ میں نے ابن معقل کے بارے میں حکم دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا یہ عمل اس نے کیا ہے جو مجھ اور تجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے۔(۳۹)

اور روایت کرتے ہیں کہ زید بن خارجہ نے بیان کیا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی باندی سے عزل کیا کرتے تھے۔(٤٠)

اور روایت کرتے ہیں کہ عکرمہ نے بیان کیا حضرت زید اور سعد رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔(٤١)

اور روایت کرتے ہیں اَبو سلمہ نے بیان کیا کہ حضرت زید اور سعد رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔(٤٢)

اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری نے عزل کے بارے میں حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے (جواب میں) ارشاد فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں اس کا اختلاف

۳٦۔ المُوطّأ للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب العزل، برقم:٧٠٧، ص ٣٧٠
أيضا المؤطا (برواية محمد بن الحسن)، كتاب النكاح، باب العزل، برقم:٥٤٨، ص ١٨٤

۳۷۔ المُصَنَّف لابن أبی شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم:١٦٨٤٥ ٩/١٨٣

۳۸۔ السُّنَن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ١٤٣١٧، ٧/٣٧٥

۳۹۔ المُصنف لابن أبی شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم:١٦٨٥٥، ٩/١٨٤

٤٠۔ المُصنَّف لابن أبی شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم:١٦٨٤٠، ٩/١٨٢

٤١۔ المُصنَّف لابن أبی شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم:١٦٨٤١، ٩/١٨٢

٤٢۔ المُصنَّف لابن أبی شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم:١٦٤٧، ٩/١٨٣

ہے حضرت زید اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔(۴۳)

اور امام مالک(۴۴)، امام محمد(۴۵) اور بیہقی(۴۶) نے حضرت ابوایوب انصاری کے بارے میں روایت کیا کہ آپ کی اُمّ ولد نے بیان کیا کہ

أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ كَانَ يَعْزِلُ

یعنی، حضرت ابوایوب (خالد بن زید) رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

اس کے تحت علامہ عثمان بن سعید کمانی حنفی متوفی ۱۱۷۱ھ لکھتے ہیں:

لأنه كان يرى الترخيص فيه كزيد و جابر و ابن عباس و سعد (۴۷)

یعنی، (حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے) کیونکہ آپ اس میں حضرت زید، جابر، ابن عباس اور سعد رضی اللہ عنہم کی طرح رُخصت کے قائل تھے۔

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن افلح بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اُمّ ولد سے نکاح کیا (یعنی اُن کے انتقال کے بعد)، اس نے بتایا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے اور حضرت زید بن ثابت کی اُمّ ولد نے خبر دی کہ حضرت زید اُن سے عزل کیا کرتے تھے۔(۴۸)

اور امام مالک اور ان سے امام محمد بن حسن شیبانی روایت کرتے ہیں حجاج بن عمرو

۴۳۔ المُصَنَّف لابن أبي شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم:۱۶۸۴۶، ۱۸۳/۹

۴۴۔ الموطّأ للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب العزل، برقم:۱۲۰۸، ص ۳۷۰

۴۵۔ المؤطّا (برواية محمد بن الحسن) كتاب النكاح، باب العزل، برقم:۵۴۹، ص ۱۸۴

۴۶۔ السُّنَن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح، باب العزل، برقم:۱۴۳۱۸، ۱۳۷۵/۷

۴۷۔ المُهَيَّأ في كشف أسرار المؤطّأ، كتاب النكاح، باب العزل، ۵۵/۳

۴۸۔ المُصَنَّف لابن أبي شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم:۱۶۸۴۸، المجلد (۹)، ص ۱۸۳

بن غَزِبَہ نے بیان کیا کہ وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ابن قَہد نامی ایک یمنی شخص آیا اور اس نے اپنی باندیوں سے عزل کے بارے میں حکم پوچھا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حجّاج فتویٰ دے، میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے ہم تو آپ کی خدمت میں اس لئے بیٹھتے ہیں کہ آپ سے علم حاصل کریں (یعنی آپ مجھ سے زیادہ علم والے ہیں میں آپ کی موجودگی میں فتویٰ دوں، اور پانی کی موجودگی میں تیمّم جائز نہیں ہوگا۔ المُهيا، ۳/۵۷) آپ رضی اللہ عنہ نے (پھر) فرمایا اسے فتویٰ دے تو میں نے سائل سے کہا وہ تیرے سامنے ہے (یعنی تیری کھیتی کی جگہ تیرے آگے ہے۔ المهيا، ۳/۵۷) اب تو چاہے اُسے پیاسا رکھے اور اگر چاہے تو سیراب کرے۔ حجاج بن عمرو انصاری کہتے ہیں کہ میں یہ جواب حضرت زید رضی اللہ عنہ کو سُنا رہا تھا تو حضرت زید نے فرمایا (جواب دینے والے نے) سچ کہا۔(۴۹)

امام بیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔(۵۰)

اس روایت کے تحت امام محمد لکھتے ہیں کہ ہم اسی کو لیتے ہیں (یعنی ہم اسی پر عمل کرتے ہیں جو حجاج نے کہا۔ المُهيا) باندی سے (بلا اجازت ورضا۔ المُهيا) عزل کرنے میں ہم کوئی کراہت نہیں سمجھتے مگر آزاد تو اس سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہیں کرنا چاہئے۔(۵۱)

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ امام شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عزل کا حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ابن آدم کسی نفس کو قتل نہیں کرسکتا کہ جس کو پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادے، تیری کھیتی ہے چاہے تو اُسے پیاسا رکھ اور چاہے تو سیراب کرے۔(۵۲)

۴۹۔ الموطأ للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب العزل، برقم: ۷۱۰، ص ۳۷۰، ۳۷۱

۵۰۔ السُّنَنُ الكُبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ۱۴۳۱۹، ۷/۳۷۶

۵۱۔ الموطأ (برواية محمد بن الحسن)، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ۵۵۰، ص ۱۸۴

۵۲۔ السُّنَنُ الكُبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ۱۴۳۲۰، ۷/۳۷۶

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عباد نے بیان کیا کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اپنی باندیوں سے عزل کیا کرتے تھے۔(۵۳)

اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید المسیب فرماتے ہیں کہ انصار (صحابہ) عزل میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور وہ (حضرت ابن المسیّب) حضرت زید، ابوایوب اور حضرت اُبی رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔(۵۴)

امام مالک (۵۵) اور ابن ابی شیبہ (۵۶) کی ایک روایت میں ہے کہ ابن ابی مُلیکہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنی باندی سے عزل کرنا مذکور ہے۔

اور امام بیہقی کی مجاہد سے روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی باندی سے عزل کرنا مذکور ہے۔(۵۷)

علامہ نورالدین ہیثمی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما عزل کو ناپسند سمجھتے اور حضرت زید اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔

فرماتے ہیں اسے ابویعلی نے فی حدیث أبی سعید فی العزل روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔(۵۸)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ ابوعمران نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک عورت سے سُنا اس نے کہا کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔(۵۹)

۵۳۔ المُصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصة فیه، برقم:۱۶۸٤٤، ۱۸۲/۹

۵٤۔ المُصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصة فیه، برقم:۱۶۸٤۹، ۱۸۳/۹

۵۵۔ المؤطا للإمام مالك، کتاب الطلاق، باب العزل، برقم:۷۱۱، ص ۳۷۱

۵۶۔ المُصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصة فیه، برقم:۱۶۸۶۰، ۱۸۶/۹

۵۷۔ السُّننُ الکُبریٰ للبیهقی، برقم:۱٤۳۲۲، ۳۷۶/۷

۵۸۔ مجمع الزوائد، برقم:۷۵۸٤، ۳۹۰/٤، ۳۹۱

۵۹۔ المُصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصة فیه، برقم:۱۶۸۵۲، ۱۸٤/۹

امام طبرانی نے روایت کیا اور ان سے علامہ نور الدین ہیثمی نے نقل کیا کہ علی بن حسن نے اُس سے روایت کیا کہ جس نے اُسے یہ بیان کیا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنی باندی سے عزل کیا کرتے تھے۔(٦٠)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ اسماعیل شیبانی نے بیان کیا کہ انہوں نے اس عورت سے نکاح کیا جو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیوی رہ چکی تھی تو اس نے خبر دی کہ وہ اُن سے عزل کیا کرتے تھے۔(٦١)

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں یحیٰی بن سعید نے بیان کیا کہ حضرت سعید بن المسیّب سے عزل کے بارے میں حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے ہوئے فرمایا وہ تیری کھیتی ہے اگر تو چاہے تو اُسے پیاسا رکھ اگر چاہے تو سیراب کر۔(٦٢)

انہی سے روایت ہے کہ عکرمہ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے بھی اس کی مثل (یعنی حضرت ابن المسیّب کے جواب کی مثل) جواب دیا۔(٦٣)

انہی سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم فرماتے حضرت علقمہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد عزل کیا کرتے تھے۔(٦٤)

انہی سے روایت ہے کہ جعفر نے اپنے والد سے بیان کہ حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔(٦٥)

٦٠۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:٧٥٨٦، ٣٩١/٤ و قال: رواه الطبرانی، و علی وجدته لم أعرفه

٦١۔ المُصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصة فیه، برقم:١٦٨٤٢، ١٨٢/٩

٦٢۔ المُصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصة فیه، برقم:١٦٨٥٣، ١٨٤/٩

٦٣۔ المُصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصة فیه، برقم:١٦٨٥٤، ١٨٤/٩

٦٤۔ المُصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصة فیه، برقم:١٦٨٥٠، ١٨٣/٩

٦٥۔ المُصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصة فیه، برقم:١٦٨٥١، ١٨٤/٩

صحابہ کرام کے عزل کرنے کی وجہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان باندیوں (٦٦) سے عزل کیا کرتے تھے تاکہ ان سے انہیں اولاد نہ ہو اس لئے کہ باندی سے اولاد ہو جائے تو وہ شرعاً ''اُمِّ وَلَد'' ہو جاتی ہے جسے نہ بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہی ہبہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ ایک طرح سے آزاد ہوتی ہے اور ایک طرح سے باندی۔ آزاد اس طرح کہ محض باندی کے احکام کے تمام احکام اس پر جاری نہیں ہوتے جیسے بیع وہبہ وغیرہ اس کے حق میں ممنوع ہیں اور پھر مالک کی موت کے بعد وہ آزاد ہو جاتی ہے اور باندی اس طرح کہ اس پر مذکورہ بالا باندیوں کے تمام احکام جاری ہوتے ہیں۔

اور صحابہ کرام کا اپنی بیویوں سے عزل کرنا بروایاتِ صحیحہ منقول ہے جیسا کہ ''صحیح مسلم'' اور ''مسند امام احمد'' وغیرہما کُتبِ احادیث میں ہے، اور وہاں عزل کا جو سبب صحابہ کرام کی زبانی مذکور ہے وہ یہ ہے کہ ''اولاد پر شفقت کی بنا پر انہوں نے بیویوں سے عزل کیا''۔

٦٦۔ جہاد فی سبیل اللہ میں کفار کی عورتیں قید ہو جائیں انہیں باندیاں اور جو مرد قید ہو جائیں انہیں غلام کہا جاتا ہے۔ حاکم یا امیر کی تقسیم کے بعد جس کے حصے میں وہ غلام یا باندی آ جائے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور اُسے اختیار ہوتا ہے چاہے اپنی مِلک میں رکھے یا فروخت یا ہبہ کر دے اور یہ ہمیشہ اپنے مالک کی مِلک میں رہتے ہیں مالک کی موت کے بعد ورثاء کی ملک میں چلے جاتے ہیں، جب تک آزاد نہ کیا جائے آزاد نہیں ہوتے۔ یہ مطلق یا محض غلام یا باندی کہلاتے ہیں اور اگر مالک انہیں کہہ دے کہ اتنی رقم یا مال دے دو تو تم آزاد ہو اور وہ اسے قبول کر لیں تو مُکاتَب یا مُکاتَبہ ہو جاتے ہیں اور جب وہ اتنی رقم ادا کر دیں تو آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور محض غلام یا باندی کو مالک اگر کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو تو وہ مطلق مدبَّر یا مدبَّرہ کہلاتے ہیں اور اگر کسی معین وقت یا صفت کے ساتھ آزاد قرار دے تو مقید مُدبَّر یا مُدبَّرہ کہلاتے ہیں جیسے مالک کہے میں اس سال یا اس مرض میں مر گیا تو تو آزاد ہے۔ مدبَّر بنانے کے بعد مالک اپنی بات واپس نہیں لے سکتا اور مطلق مدبَّر کو نہ بیچ سکتا ہے نہ ہبہ یا صدقہ کر سکتا ہے اور نہ ہی اُسے گروی رکھ سکتا ہے ہاں مالک چاہے تو انہیں آزاد کر سکتا ہے اور انہیں مکاتَب یا مکاتَبہ بھی بنا سکتا ہے۔ باندی سے اس کا مالک اگر صحبت کرے اور اُسے اولاد ہو جائے تو وہ اُمّ ولد کہلاتی ہیں بشرطیکہ مالک اس کا اقرار کرے۔

اعتراض

اگر کوئی یہ کہے کہ عزل میں بچے کے حصول سے رُکنا اور مرد کے پانی کو ضائع کرنا پایا جاتا ہے لہذا عزل جائز نہیں ہونا چاہیے۔

جواب

مخدوم محمد جعفر بوبکانی حنفی لکھتے ہیں:

و لأنه امتناع عن كسب الولد و إضاعة الماء و إنهما جائزان ألا يرى أنه أبيح وطى الحامل، و الجماع فيما دون الفرج و إن كان فيه إضاعة الماء و امتناع الولد (٦٧)

یعنی، عزل حصول اولاد سے رُکنا اور پانی کا ضائع کرنا ہے اور وہ دونوں جائز ہیں کیا نہیں دیکھا کہ حاملہ عورت اور (دُبر کے علاوہ) فیما دون الفرج جماع مُباح ہے اگرچہ اس میں پانی کا ضائع کرنا اور حصولِ اولاد سے رُکنا ہے۔

آزاد اور باندی میں فرق میں مذاہب

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین سے عزل کے مسئلہ میں آزاد عورت اور باندی میں فرق منقول ہے، امام بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

و روى عن غير واحد من الصحابة التفرقة بين الحرّة و الأمة، فتُستأمر الحرّة و لا تُستأمر الأمة و هم عبد الله بن مسعود و عبدالله بن عباس و عبدالله بن عمر، و من التابعين سعيد بن جبير، و محمد بن سيرين، و إبراهيم التيمي، و عمرو بن مُرّة،

٦٧۔ المتانة فى المرمة عن الخزانة، كتاب النكاح، باب القسم و الوطى الخ، فصل فى العزل و إسقاط الولد، ص ٤٣٧

و جابر بن زید، و الحسن، و عطاء و طاؤس الخ (٦٨)

یعنی، متعدد صحابہ کرام سے (اس مسئلہ میں) آزاد عورت اور باندی میں تفریق مروی ہے، پس آزاد سے (عزل کی) اجازت لی جائے گی جب کہ باندی سے اجازت نہیں لی جائے گی اور وہ (یعنی اس تفریق کے قائل صحابہ) حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، اور تابعین عظام میں سے سعید بن جبیر، محمد بن سیرین، ابراہیم تیمی، عمرو بن مُرّہ، جابر بن زید، حسن بصری، عطا اور طاؤس رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ الخ

اور مذاہبِ اربعہ میں آزاد اور باندی سے عزل کا حکم بیان کرتے ہوئے اور علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

مذاہبِ ثلاثہ (حنفی، شافعی اور حنبلی) میں اس بات پر اتفاق ہے کہ آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کیا جائے اور باندی سے بلا اجازت عزل کیا جا سکتا ہے اور جو باندی کسی کی بیوی ہو تو امام مالک کے نزدیک اس کے مالک کی اجازت سے اس سے عزل جائز ہے، امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا بھی یہی قول ہے (اسی طرح ''مؤطا امام محمد'' (ص ١٨٥) میں ہے)۔

امام ابو یوسف اور امام احمد فرماتے ہیں: باندی سے اجازت لی جائے۔ امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ اُس سے مطلقاً عزل جائز ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ عزل مطلقاً منع ہے، جن فقہاء کرام نے آزاد عورت اور باندی سے عزل کے احکام میں فرق کیا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ''مصنّف عبدالرزاق'' میں بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

٦٨۔ عمدة القاري، كتاب النكاح، باب العزل، ١٦/١٨١

تُستَأمَرُ الحُرَّةُ فِی العَزلِ وَ لا تُستَأمَرُ الأَمَةُ السَّرِیَّةُ، فَإِن کَانَت تَحتَ حُرٍّ فَعَلَیهِ أَن یَستَأمِرَهَا (۶۹)

یعنی، آزاد عورت سے عزل میں اجازت لی جائے گی اور محض باندی سے اجازت طلب نہیں کی جائے گی اور اگر باندی کسی آزاد مرد کے نکاح میں ہے تو اس پر لازم ہے کہ اُس سے عزل کی اجازت لے۔

یہ حدیث مسئلۂ عزل میں بالکل واضح ہے اگر یہ مرفوع ہے تو اس کے خلاف عمل کرنا درست نہیں۔(۷۰)

امام زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں کہ شافعیہ مطلقاً ہر حال میں کراہت کی طرف گئے ہیں الخ (۷۱)

اور کراہت سے مراد اُن کے ہاں کراہت تنزیہی ہوگی چنانچہ امام نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں، عورت اگر عزل کی اجازت نہ دے تو اس میں دو وجہیں ہیں:

و أصحهما: لا یحرم، ثم هذه الأحادیث مع غیره یجمع بینهما بأن ما ورد فی النهی محمول کراهة التنزیه و ما ورد فی الإذن فی ذلک محمول علی أنه لیس بحرامٍ و لیس معناه نفی الکراهة (۷۲)

یعنی، دونوں میں اصح یہ ہے کہ (عزل) حرام نہیں ہے پھر ان احادیث کی ان کے غیر کے ساتھ اس طرح مطابقت کی جائے گی کہ جو احادیث نہی (ممانعت) میں وارد ہیں وہ کراہت تنزیہی پر محمول ہیں اور جو

۶۹۔ المُصَنَّف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب تُستأمر الحرّة فی العزل الخ، برقم: ۱۲۶۱۱، ۷/۱۱۱

۷۰۔ فتح الباری، کتاب النکاح، باب العزل، ۹/۳۸۵

۷۱۔ شرح الزُّرقانی علی مُوطّأ الإمام مالك، کتاب الطلاق، باب العزل، ۳/۲۹۰

۷۲۔ شرح صحیح مسلم، للنووی: ۵/۱۰/۹

عزل کی اجازت کے بارے میں وارد ہیں وہ اس پر محمول ہیں کہ عزل حرام نہیں ہے اور اس کا معنی کراہت کی نفی کرنا نہیں ہے۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں: آزاد عورت سے بلا اجازت عزل کے جواز میں شافعیہ کے ہاں اختلاف ہے اور امام غزالی (شافعی) نے کہا جائز ہے اور امام غزالی متاخرین (شوافع) کے نزدیک صحیح ہیں۔(۷۳)

بہر حال ہمارا کلام آزاد بیوی کے متعلق ہے تو اس کے بارے میں حدیث شریف میں ہے:

عن عمر بن الخطاب، قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَعْزِلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (۷۴)

یعنی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اور حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ آزاد بیوی سے عزل کی اجازت لی جائے گی اور باندی سے اجازت نہیں لی جائے گی۔(۷۵)

حدیثِ عمر رضی اللہ عنہ کی بنا پر فقہاء کرام باندی کے بارے میں مطلقاً عزل کی اجازت دی اور آزاد بیوی سے عزل کے بارے میں فرمایا کہ شوہر اس سے اُس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کرے کیونکہ نبی ﷺ نے بغیر اجازت عزل کرنے سے منع فرمایا

۷۳۔ فتح الباری، کتاب النکاح، باب العزل، ۹/۳۳۴

۷۴۔ سنن ابن ماجة، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۱۹۲۸، ۲/۴۵۸
أیضاً المُسنَد للإمام أحمد، برقم:۲۱۲، ۱/۱۴۲، و فی نسخة أخری، ۱/۳۱
أیضاً السُّنَنُ الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب من قال یعزل عن الحرة الخ، برقم: ۱۴۳۲۴، ۷/۳۷۶، ۳۷۷
أیضاً مشکاة المصابیح، کتاب النکاح، باب المباشرة، الفصل الثالث، برقم:۳۱۹۷ (۱۵)، ۱/۵۸۶ و قال رواه ابن ماجة

۷۵۔ السُّنَنُ الکُبریٰ للبیهقی، برقم:۱۴۳۲۵، ۷/۳۷۷

ہے۔(۷۶)

فقہاءِ احناف کے نزدیک حکمِ عزل

امام کمال الدین ابن ہمام حنفی (۷۷) اور ان سے علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی (۷۸) نقل کرتے ہیں:

ثم في بعض أجوبة المشائخ الكراهة و في بعضها عدمها

یعنی پھر مشائخ (احناف) کے بعض جوابات میں کراہت (مذکور) ہے اور بعض میں عدم کراہت۔

امام قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر الاتقاني الحنفي متوفی ۷۵۸ھ لکھتے ہیں:

و الدليل على الجواز ما روى البخاري في الصحيح بإسناده إلى عطاء عن جابر قال: كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ الْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ الخ (۷۹)

یعنی، عزل کے جواز کی دلیل وہ (حدیث) ہے جسے امام بخاری نے ''صحیح بخاری'' میں عطاء کی طرف اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، آپ فرماتے ہیں ہم عہدِ رسالت ﷺ میں عزل کیا کرتے اور قرآن نازل ہوتا رہا۔ (اور پھر صحیح مسلم اور سُنَن کی عزل کے بارے روایات ذکر کی ہیں)۔

مخدوم محمد جعفر بوبکانی حنفی لکھتے ہیں:

في "الخوارزمي": أن العزل جائز عند عامة العلماء خلافاً لبعضهم و لعامة العلماء قوله عليه الصلاة و السلام:

۷۶۔ الهداية، كتاب الكراهية، فصل في الوطء و النظر و اللمس، ۳۔۴/۳۷۱

۷۷۔ فتح القدير، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ۳/۳۷۹

۷۸۔ البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ۳/۲۰۰

۷۹۔ غاية البيان، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ورق ۳۱۸ ب

"أَعْـزِلُـوْهُـنَّ أَوْ لَا تَـعْـزِلُـوْهُـنَّ إِذَا أَرَادَ اللّٰـهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ فَهُوَ خَالِقُهَا" خيّر بين العزل و تركه فدل على إباحته (٨٠)

یعنی، ''خوارزمی'' میں ہے کہ عامۃ العلماء کے نزدیک عزل جائز ہے برخلاف بعض علماء کے اور عامۃ العلماء کی دلیل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ہے: ''اُن سے عزل کرو یا نہ کرو جب اللہ تعالیٰ کسی روح کو پیدا کرنا چاہے گا تو اُسے پیدا فرما دے گا'' (اس میں نبی ﷺ نے) عزل کرنے اور نہ کرنے میں اختیار عطا فرمایا پس اس فرمان نے عزل کی اباحت پر دلالت کی۔

جن فقہاء کرام نے عزل و جائز قرار دیا ہے انہوں نے اسے آزاد بیوی کی اجازت و رضا کے ساتھ مشروط کیا ہے، چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں:

ثم على الجواز فى الأمة فلا يفتقر إلى إذنها، و زوجته يفتقر إلى رضاها، و فى الأمة المنكوحة يفتقر إلى الإذن (٨١)

یعنی، پھر جواز کے قول کی بنا پر باندی سے عزل میں اس کی اجازت کا محتاج نہیں اور اپنی (آزاد) بیوی میں اس کی رضا کا محتاج ہے اور منکوحہ باندی میں (مالک کی) اجازت کا محتاج ہے۔

اور علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں:

و الإذن فى العَزْلِ عَن الحرّة لها، و لا يُباح بغيره لأنه حقّها (٨٢)

یعنی، اور آزاد بیوی میں عزل کی اجازت دینے کا حق خود اُسے ہے اور اس کے بغیر مُباح نہیں ہے کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔

٨٠۔ المتانة فى المرمة عن الخزانة، كتاب النكاح، باب القسم و الوطى الخ، فصل فى العزل و اسقاط الولد، ص ٤٣٧

٨١۔ فتح القدير، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٣/٣٧٩

٨٢۔ البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٣/٢٠٠

اور فقیہ عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان شیخی زادہ حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں:

أن العزل جائز بالإذن، وهو الصحيح عند عامة العلماء (۸۳)

یعنی، باندی سے اس کے مالک کی اجازت سے جائز ہے اور عامۃ العلماء کے نزدیک یہی صحیح ہے۔

اور بیوی کی رضا سے عزل مکروہ نہیں، اس کے بارے میں علامہ عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۱۰ھ (۸۴) اوران سے نقل کرتے ہوئے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت (۸۵) نے لکھا:

العزل ليس بمكروه برضا امرأته الحرّة

یعنی، اپنی آزاد بیوی کی رضا سے عزل مکروہ نہیں ہے۔

جس طرح باندی کا مالک اجازت دے دے تو عزل میں کراہت نہیں ہے جیسا کہ علامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی (۸۶) اوران سے نقل کرتے ہوئے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (۸۷) نے لکھا:

فإذا أذن فلا كراهة في العزل عند عامة العلماء و هو الصحيح

یعنی، جب وہ (یعنی مالک) اجازت دے دے تو عامۃ العلماء کے نزدیک عزل میں کوئی کراہت نہیں۔

اسی طرح آزاد بیوی کی رضا و اجازت سے عزل کیا جائے تو اس میں کراہت نہیں

۸۳۔ مجمعُ الأنهر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۱/۳۶۶

۸۴۔ تبیین الحقائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/۵۹۷

۸۵۔ الفتاویٰ الهندیة، کتاب النکاح، الباب التاسع فی نکاح الرقیق، ۱/۳۳۵

۸۶۔ النهر الفائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/۲۷۵، ۲۷۶

۸۷۔ ردُّ المحتار علی الدُّرِ المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب فی حکم العزل، ۸/۵۸۳

ہے، علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ لکھتے ہیں: امام اعظم کے نزدیک باندی سے عزل کرنے کے لئے مولیٰ کی رضا شرط ہے برخلاف آزاد بیوی کے کیونکہ بچہ اور وطی اس کا حق ہے۔ ملخصاً (۸۸)

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں:

و یعزل عن أمته بغیر إذنها و عن زوجته بإذنها (۸۹) لأن للزوجة حقاً فی الوطء لقضاء الشهوة و تحصیل الولد حتی ثبت لها الخیار فی الجبّ و العَنة و لا حقّ للأمَةِ و قد نهیٰ علیه الصلاة و السلام (۹۰) عَنِ العَزْلِ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (۹۱)

یعنی، اپنی باندی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرسکتا ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ اس کی اجازت سے کیونکہ بیوی کو قضاءِ شہوت اور تحصیلِ وَلَد کے لئے وطی کا حق ہے یہاں تک کہ شوہر کے آلۂ تناسل کٹے ہونے یا نامرد ہونے کی صورت میں بیوی کو اختیار حاصل ہے جب کہ باندی کو حق نہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آزاد بیوی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

و یعزل عن أمته بلا إذنها و عن زوجته بإذنها (۹۲)

یعنی، چاہے تو باندی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرے اور اپنی

۸۸۔ کتاب الإختیار لتعلیل المختار، کتاب النکاح، فصل أحکام نکاح العبد و الأمة، ۱۳۷/۳

۸۹۔ المختار للفتویٰ، کتاب الکراهیة، ص۲۴۶

۹۰۔ أخرجه أحمد فی "مسنده" ۳۱/۱

۹۱۔ کتاب الإختیار لتعلیل المختار، کتاب الکراهیة، فصل فی مسائل المختلفة من المکروهات وغیرها، ۲۰۳/۴

۹۲۔ کنز الدقائق، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر و اللمس، ص ۱۲۴

بیوی سے اس کی اجازت سے۔

اس کے تحت علامہ زیلعی لکھتے ہیں:

لأن للحرّة حقّ فی الوطء حتی کان لها المطالبة به قضاء للشهوة و تحصیلاً للولد، و لهذا تخیّر فی الجبّ و العنة، و لا حقّ للأمة فی الوطء، و العزل یخلّ بما ذکرنا وهو المقصود بالنکاح فلا یملک تنقیص حق الحرّة بغیر إذنها (۹۳)

یعنی، کیونکہ آزاد بیوی کے لئے وطی میں حق ہے یہاں تک کہ اُسے شہوت کو پورا کرنے اور حصولِ اولاد کے لئے اس کے مطالبے کا حق ہے، اسی لئے اُسے شوہر کے مقطوع الذکر اور اس کے نامرد ہونے کی صورت اختیار دیا جاتا ہے اور باندی کا وطی (ہمبستری) میں کوئی حق نہیں اور جو ہم نے ذکر کیا عزل اس میں (قضاءِ شہوت و تحصیل ولد دونوں) مُخل ہوتا ہے اور نکاح سے مقصود یہی ہے پس شوہر اس کی اجازت کے بغیر اس کے حق میں کمی کرنے کا مالک نہیں ہے۔

اور ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

و یجوز أن یعزل عن امرأته بإذنها و عن أمته بدونه: أما الأول فلما فی "سنن ابن ماجة" عن عمر الخطاب أنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهی عَنْ أَنْ یَعْزِلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (۹۴)

یعنی، اپنی بیوی سے اس کی اجازت سے عزل جائز ہے اور اپنی باندی سے بغیر اس کے، اور اول تو اس وجہ سے کہ "سنن ابن ماجہ" میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد بیوی

۹۳۔ تبیین الحقائق، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر و اللمس، ۴۷/۷

۹۴۔ فتح، باب العنایة، ۳۸/۴

کے ساتھ اس کی اجازت کے بغیر عزل سے منع فرمایا۔

اور علامہ مصطفیٰ بن محمد بن یونس طائی حنفی متوفی ۱۱۹۳ھ لکھتے ہیں:

و یعزل عن الحرّة باذنها (۹۵)

یعنی، آزاد بیوی سے (شوہر) اس کی اجازت سے عزل کرے۔

اور فقہاء کرام نے آزاد بیوی سے اس کی رضا کے بغیر عزل کو مکروہ لکھا ہے جیسا کہ علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

یکره للزوج أن یعزل عن امرأته الحرّة بغیر رضاها لأن الوطی عن انزال سبب لحصول الولد و لها فی الولد حقٌّ، و بالعزل یفوت الولد فکأنه سبب لفوات حقّها (۹۶)

یعنی، شوہر کے لئے آزاد بیوی سے اس کی رضا کے بغیر عزل کرنا مکروہ ہے کیونکہ انزال کے ساتھ وطی (ہمبستری) بچے کی پیدائش کا سبب ہے اور اس کا بچے میں حق ہے اور عزل کے ذریعے بچے کی پیدائش فوت ہو جاتی ہے گویا کہ عزل عورت کے حق کو فوت کرنے کا سبب ہوا۔

اور امام زین الدین ابن نجیم حنفی نقل کرتے ہیں:

و فی "الخانیة" ذکر فی الکتاب أنه لا یباح بغیر إذنها (۹۷)

یعنی، ''فتاویٰ خانیہ'' میں ہے: کتاب میں مذکور ہے کہ عزل بیوی کی اجازت کے بغیر مُباح نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حنفی مذہب یہ ہے کہ آزاد بیوی سے عزل اس کی رضا کے بغیر درست نہیں ہے، لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ زمانے کے تغیر کے ساتھ جن میں تغیّر واقع ہو سکتا ہے اور یہ بھی اُن سے میں سے ایک ہے لہٰذا متاخّرین فقہاء کرام نے

۹۵۔ کنز البیان، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ص ۱۱۹

۹۶۔ بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل فی المعاشرة، ۶۱۴/۳

۹۷۔ البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲۰۰/۳، تحت قوله: و الإذن فی العزل

فرمایا کہ ہمارے اس زمانے میں فسادِ زمانہ کی وجہ سے بچے کے بگڑنے کا ڈر ہو تو بلا اذن عزل جائز ہے۔

چنانچہ علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ نے لکھا:

قالوا: فی زماننا یباح لسوء الزمان (۹۸)

یعنی، فقہاء کرام نے فرمایا ہمارے زمانے میں زمانہ (یعنی لوگوں) کی برائی کی وجہ سے (بلا اجازت عزل) مُباح ہے۔

جب کہ علامہ زین الدین ابن نجیم (۹۹)، سراج الدین ابن نجیم (۱۰۰) اور فقیہ عبد الرحمن شیخی زادہ (۱۰۱) نے اس طرح نقل کیا ہے:

قالوا: فی زماننا یباح لفساد الزمان

یعنی، فقہاء کرام نے فرمایا ہمارے زمانے میں فساد زمانہ کی وجہ سے مُباح ہے۔

مخدوم محمد جعفر بوبکانی لکھتے ہیں:

و فی "الظہیریة": رجل عزل عن امرأته بغیر إذنها لسوء هذا الزمان لا بأس به لما روی عن النبیّ ﷺ أنه قال: "خِیَارُ أُمَّتِی بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ کُلُّ ضَعِیْفِ الْحَاذِ" قِیْلَ: وَ مَا ضَعِیْفُ الْحَاذُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: قَلِیْلُ الْأَهْلِ قَلِیْلُ الْوَلَدِ" انتهی، و الحدیث أخرجه أبو یعلی فی "مسنده" بتغییر یسیرٍ (۱۰۲)

۹۸۔ فتاویٰ قاضیخان، کتاب الحظر و الإباحة، باب الختان، ۳/۴۱۰

۹۹۔ البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/۲۰۰

۱۰۰۔ النّهر الفائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/۲۷۶

۱۰۱۔ مجمعُ الأنهُر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۱/۳۶۶

۱۰۲۔ المتانة فی المرمة عن الخزنة، کتاب النکاح، باب القسم و الوطی الخ، فصل فی العزل و إسقاط الولد، ص۴۳۷

یعنی، ''فتاویٰ ظہیریہ'' میں ہے کوئی شخص اس زمانہ کی بُرائی کی وجہ سے اپنی بیوی کے ساتھ اس کی اجازت کے بغیر عزل کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''دوصدیوں کے بعد میری اُمّت میں ہر ''ضعیف الحاذ'' بہتر ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ضعیف الحاذ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قلیل الأهل اور قليل الأولاد (یعنی، جس کی بیویاں کم ہوں اور اولاد کم ہو) اھ، اس حدیث شریف کی ابویعلی نے اپنی ''مسند'' میں تھوڑی سی تغییر کے ساتھ تخریج کی ہے۔(۱۰۳)

۱۰۳۔ ابوھاجر محمد السعید بن بسیونی نے اپنے موسوعہ میں "العزلة" لأبی خطاب البُستی (ص ۳٦ السلفية) کے حوالے سے

خِيَارُكُم بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ كُلُّ خَفِيفِ الْحَاذِ

کے الفاظ نقل کئے ہیں جب کہ "اتحاف السادة المتقين" للزبیدی (۲۹۰/۵، تصویر بیروت) اور "المغنی عن حمل الأسفار" للعراقی (۲۴/۲، عیسی الحلبی) اور "كشف الخفاء" للعجلونی کے حوالے سے

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ الخ

کے الفاظ نقل کئے ہیں۔(موسوعة أطرافِ الحديث النبوی الشريف، ٦٤١/٤، ٦٤٨)

اور علی حسن علی الحلبی وغیرہ نے اپنے ''موسوعہ'' میں

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ الْخَفِيفُ الْحَاذُ الَّذِی لَا أَهْلَ لَهُ وَ لَا وَلَدَ

کے الفاظ نقل کئے ہیں۔(موسوعة الأحاديثِ و الآثار الضعيفة و الموضوعة، برقم: ۱۰۲۲۸، ٤٢٥/٤)

یعنی، دوصدیوں کے بعد لوگوں میں خفیف الحاذ بہتر ہوگا کہ جس کا نہ اہل ہو اور نہ اولاد۔

اور علامہ اسماعیل بن محمد عجلوانی شافعی نے ''کشف الخفاء'' میں مندرجہ الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

''خَيْرُكُمْ فِی رَأْسِ الْمِائَتَيْنِ الْخَفِيفُ الْحَاذُ'' قيل يا رسول الله! مَا الْخَفِيفُ الْحَاذُ؟ قَالَ مَنْ لَا أَهْلَ له و لَا مَال''

یعنی، دوصدیوں کے اختتام پر تم میں بہتر وہ ہوگا جو خفیف الحاذ ہوگا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ''خفیف الحاذ'' کیا ہے، فرمایا ''جس کا نہ اہل ہو اور نہ مال''۔

اور لکھتے ہیں کہ اس حدیث شریف کو ابویعلیٰ نے اپنی ''مسند'' میں حذیفہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور

اور حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب ابن البزار کردوی حنفی متوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں:

و فی الفتاویٰ: عزل عنها لما يخاف على الولد من سوء الزمان بلا إذنها يسعه ذلك، و إن كان هذا على خلاف ظاهر الجواب (۱۰۴)

یعنی، فتاویٰ میں ہے کہ بچے پر زمانے کی برائی کے خوف کی وجہ سے (اپنی آزاد بیوی کی) اجازت کے بغیر اس سے عزل کرے کہ اُسے اس کی اجازت ہے، اگرچہ یہ ظاہر الجواب کے خلاف ہے۔

اور امام کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں:

و فی الفتاویٰ: إن خاف من الولد السوء فی الحرّة يسعه العزل بغير رضاها لفساد الزمان (۱۰۵)

یعنی، فتاویٰ میں ہے: اگر بچے پر زمانہ کی برائی کا خوف ہو تو اُسے فسادِ زمانہ کی وجہ سے آزاد بیوی سے اس کی رضا کے بغیر عزل کی اجازت ہے۔

اور علامہ عبد العلی برجندی لکھتے ہیں:

قال بعضهم: إن خاف من ولد السوء فله أن يعزل عن الحرّة لسوء الزمان (۱۰۶)

خلیلی نے کہا کہ حُفّاظِ حدیث نے راوی روّاد بن الجراح کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے اور صنعانی نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے لیکن اس نے

"خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ الْخَفِيفُ الْحَاذُ الَّذِیْ لَا زَوْجَةَ لَهُ وَ لَا وَلَدَ"

کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ (كشف الخفاء، برقم: ۱۲۳۳، ۱/۳۴۲)

اور علامہ سخاوی لکھتے ہیں اگر یہ حدیث صحیح ہو تو یہ فتنوں کے دنوں میں دنیا اور لذائذ دنیا سے بے تعلقی کے جواز پر محمول ہے۔ (المقاصدُ الحَسَنة، برقم: ۴۵۲، ص ۲۱۰)

۱۰۴۔ الفتاویٰ البزازية، كتاب الكراهية، الفصل السادس فی النكاح، ۶/۳۶۷، ۳۶۸

۱۰۵۔ فتح القدير، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ۳/۳۷۹

۱۰۶۔ البرجندی شرح مختصر الوقاية، كتاب النكاح، باب نكاح القنّ، ۲/۲۴

یعنی، بعض فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر بچے سے برائی کا خوف ہو تو شوہر کے لئے آزاد عورت سے زمانہ کی برائی کی وجہ سے عزل کرنا جائز ہے۔

اور یہ سب تغیرِ زمانہ کی وجہ سے ہے چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فقد عُلِم مما فی "الخانية" أن منقول المذهبِ عدم الإباحة، و أن هذا تقييد من المشائخ المذهب لتغيّر بعض الأحكام بتغيّر الزمان، و أقرّه فی "الفتح" (۱۰۷) و به جزم "القُهستانیُّ" (۱۰۸) أيضاً حيث قال: و هذا إذا لم يخف على الولد السُّوْءَ لفساد الزمان، و إلا فلا يجوز بلا إذنها (۱۰۹)

یعنی، جو "خانیہ" میں ہے اس سے معلوم ہو (آزاد بیوی سے بلا رضا عزل میں) منقول مذہب عدمِ اِباحت ہے اور یہ (یعنی فسادِ زمانہ کی وجہ سے بلا اذن عزل) تغیرِ زمانہ کی وجہ سے بعض احکام میں تغیر کے لئے مشائخ مذہب کی (طرف سے) قید ہے اور "فتح القدیر" میں اسے ثابت رکھا اور اسی پر قہستانی نے بھی جزم کیا جیسا کہ فرمایا یہ (اجازت کی شرط) اس وقت ہے جب فسادِ زمانہ کی وجہ سے بچے پر برائی کا خوف نہ ہو ورنہ بلا اِذن جائز نہیں۔

فقہاء کرام نے زوجہ کے اذن و رضا کو ساقط کرنے والا یہ ایک عذر ذکر کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ رُخصت اسی عذر پر متصور ہے بلکہ اس جیسا کوئی اور عذر بھی پایا جائے تو یہ رُخصت متحقق ہوگی۔

چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام فقہاء کی ذکر کردہ رخصت کے بعد لکھتے ہیں:

۱۰۷۔ فتح القدیر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/۳۷۹

۱۰۸۔ جامع الرموز، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۱/۲۹۴

۱۰۹۔ رَدُّ المُحتار علی الدُّرِّ المُختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۸/۵۸۵

فليعتبر مثله من الأعذار مُسقِطاً لإذنها (۱۱۰)

یعنی، پس اس کی مثل عذر بیوی کی اجازت (والی شرط) کو ساقط کرنے میں معتبر ہونا چاہئیں۔

اور اسے صاحبِ فتح سے علامہ زین الدین (۱۱۱) اور علامہ سراج الدین (۱۱۲) نے بھی نقل کیا ہے۔

صاحبِ فتح القدیر کی اس عبارت کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

قوله الفتح: "فليعتبر مثله": يُحتمل أن يريد بالمثل كقولهم: مثلك لا يَبْخَل، و يُحتمل أنه أراد الحاقَ مِثلَ هذا العُذرِ به (۱۱۳)

یعنی، صاحبِ فتح القدیر کا قول کہ "اس کے مثل کا اعتبار کیا جائے" یہ احتمال رکھتا ہے کہ مثل سے ارادہ کیا ہو عربوں کے قول کی طرح "مثلہ لا یبخل" (تیری مثل (شخص) بخل نہیں کرتا) اور یہ بھی احتمال ہے کہ عذر کی مثل (دیگر اعذار) کو اس کے ساتھ لاحق کرنے کا ارادہ کیا ہو۔

اور دوسرا احتمال قوی ہے اس لئے کہ فقہاء کرام نے دیگر اعذار اس کے ساتھ لاحق کئے ہیں جیسا کہ فقہ کا علم رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

قدیم سے حمل سے بچنے کے لے غیر مضر ایک ہی عزل کا طریقہ رائج تھا اس لئے احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء اور آثارِ صحابہ و تابعین میں اور پھر کلامِ مجتہدین و عباراتِ

۱۱۰۔ فتح القدير، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ۳/۳۷۹

۱۱۱۔ البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ۳/۲۰۰

۱۱۲۔ النهر الفائق، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ۲/۲۷۶

۱۱۳۔ ردُّ المُحتار على الدُّرِّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب فى حكم العزل، ۸/۵۸۵

فقہاء میں اسی کا ذکر ملتا ہے، عزل سے مقصود چونکہ حمل سے احتراز ہے اس لئے اس مقصد کے حصول کے لئے عزل کے علاوہ دوسرا طریقہ ادویات یا ان کے علاوہ کوئی اندرونی یا بیرونی طریقہ اختیار کیا جائے تو جائز ہوگا، فقہاء کرام کی عبارت سے اس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے جیسے عورت کے رحم کے منہ کو بند کرنا تاکہ مادۂ تولید کے قطرے عورت کے رحم میں داخل نہ ہوسکیں۔

چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

و علی هذا یُباح لها سدّ فم الرحم بغیر إذنه (۱۱٤)

یعنی، اس بنا پر عورت کے لئے مُباح ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے رحم کا منہ بند کروادے۔

اور علامہ سید احمد طحطاوی ''درمختار'' کی عبارت ''**و لو بلا إذن الزوج**'' کے تحت لکھتے ہیں:

أخذ صاحب النهر من هذا یُباح لها أن تسدّ فم الرَّحم لئلا تحبل (۱۱٥)

یعنی، صاحب نہر نے اس سے اخذ کیا کہ اگر حمل روکنے کے لئے رحم کا منہ بند کردے تو یہ اس کے لئے مُباح ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

یجوز لها سدُّ فم رَحِمِها کما تفعله النساء (۱۱٦)

یعنی، عورت کے لئے اپنے رحم کا منہ بند کروانا جائز ہے جیسا کہ عورتیں کرتی ہیں۔

۱۱٤۔ البحر الرّائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/۲۰۰

۱۱٥۔ حاشیةُ الطَّحطاوی علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/۷۷

۱۱٦۔ ردُّ المحتار علی الدُّرِ المُختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۸/۵۸۷

اور علامہ علاؤ الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۳۰۶ھ لکھتے ہیں:

و جاز لها سدُّ فم رحمها، لئلا تحبل إن بإذنه و إلا لا (۱۱۷)

یعنی، عورت کے لئے اپنے رحم کا منہ بند کروانا جائز ہے تا کہ حمل قرار نہ پائے اگر شوہر کی اجازت سے ہو ورنہ جائز نہیں۔

صاحب بحر علامہ زین الدین نے اس پر لکھا کہ

أنه ينبغي أن يكون حراماً بغير إذن الزوج قياساً على عزله بغير إذنها (۱۱۸)

یعنی، شوہر کے لئے بیوی کی اجازت کے بغیر عزل کے حرام ہونے پر قیاس کرتے ہوئے عورت کا اپنے رحم کے منہ کو شوہر کی اجازت کے بغیر بند کروانا بھی حرام ہونا چاہیئے۔

علامہ شامی نے اس کے جواب میں لکھا:

فما في "البحر" مبنيٌّ على ما هو أصل المذهب و ما في "النهر" علىٰ ما قاله المشائخ و الله الموفِّق (۱۱۹)

یعنی، جو ''بحر الرائق'' میں ہے اصل مذہب پر مبنی ہے اور جو ''نہر'' میں ہے وہ اس پر مبنی ہے جو مشائخ نے فرمایا۔

فقہاء کرام کی عبارت ''بلا اذن الزوج'' جب اس فعل کے جواز کو ثابت کرتی ہے تو شوہر کی رضا و اِذن سے اس فعل کا جواز بطریق اولیٰ ثابت ہوگا۔ کما لا یخفی

ضبطِ تولید کی بنیاد

ضبطِ تولید کی بنیاد عزل ہے، ضبطِ تولید کے بارے میں فقہاء کرام کی زیادہ تر بحث

۱۱۷۔ الهدية العلائية، ص ۲٤٦

۱۱۸۔ البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ۳/۲۷٤

۱۱۹۔ ردُّ المُحتار على الدُّرِّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، تنبيه، ۸/۵۸۷

اسی پر ہے کس صورت میں بلا اجازت عزل جائز ہے اور کس صورت میں جائز نہیں اور جس عذر کی بناء پر فقہاء کرام نے بلا اجازت عزل (یعنی ضبطِ تولید) کو جائز قرار دیا ہے یقیناً وہ عذر نفسِ عزل کو بھی مُباح کردے گا، اسی طرح جو عذر اسقاطِ حمل کو مُباح کردے وہی عذر نفسِ عزل کو بھی مُباح کردے گا اگرچہ بعض کے نزدیک مطلقاً بلا عذر عزل مُباح ہے وہ شاید اس وجہ سے کہ فقہاء کی اکثر بحث ''بالاذن'' اور ''بلا اذن'' عزل کے بارے میں تھی تو انہوں نے سمجھا کہ نفسِ عزل کی اباحت کا کوئی مخالف نہیں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، یا پھر اُن کے اس قول کی وجہ یہ ہو کہ اُن کی نظر دلائل شرعیہ پر نہیں رہی، بہر حال نفسِ ضبطِ تولید کے لئے کسی صالح عذر کا پایا جانا ضروری ہے کیونکہ یہ شرع مطہرہ کا مطلوبِ اصلی نہیں اور نہ ہی یہ عند اللہ تعالیٰ وعند الرسول ﷺ مرغوب امر ہے۔ اب ذیل میں ہم فقہاء کرام کی عبارات میں صراحتاً یا ضمناً مذکور اعذار یا اُن جیسے دیگر عذر ترتیب وار ذکر کرتے ہیں۔

☆...... پہلا بچہ چھوٹا ہو حاملہ ہو جانے سے عورت کا دودھ کم ہونے کا خطرہ ہو اور دودھ پلانے والی اجرت پر لینا بچے کے باپ کی وسعت میں نہ ہو اس وجہ سے عزل کرے، کیونکہ اسقاطِ حمل کے جواز کے اسباب میں فقہاء کرام نے یہ سبب ذکر کیا ہے جیسا کہ علامہ حسن بن منصور اوزجندی (۱۲۰) اور علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری حنفی متوفی ۵۴۰ھ (۱۲۱) لکھتے ہیں:

المرضعة إذا ظهر بها الحبل و انقطع لبنها و ليس لأبى الصغير ما يستأجرها به الظئر و يخاف هلاك الولد قالوا يباح لها أن تعالج فى استنزال الدم ما دام الحمل نطفةً أو علقةً أو مضغةً لم يخلق له عضو الخ

۱۲۰۔ فتاویٰ قاضیخان، کتاب الحظر و الإباحة، باب الختان، ۴۱۰/۳

۱۲۱۔ خلاصة الفتاویٰ، کتاب النکاح، الفصل الخامس عشر فی الحضر و الإباحة، ۵۲/۲

یعنی، دودھ پلانے والی عورت کو جب حمل ظاہر ہو جائے اور اس کا دودھ (ظہورِ حمل کی وجہ سے) منقطع ہو جائے اور بچے کے باپ کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ جس سے دودھ پلانے والی کرائے پر لے سکے اور بچے کے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو فقہاء کرام نے فرمایا جب تک حمل نطفہ یا بستہ خون یا گوشت کا لوتھڑا ہے (اور ابھی تک) اس کے اعضاء نہیں بنے تو عورت کے لئے خون جاری کرنے کے لئے علاج کروانا مُباح ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

و قال ابن وهبان: و من الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل و ليس لأبى الصبىّ ما يستأجر به الظِّئرَ و يَخافُ هلاكه (۱۲۲)

یعنی، ابن وہبان نے فرمایا عذروں میں سے یہ ہے کہ حمل ظاہر ہونے کے بعد عورت کا دودھ منقطع ہو جائے (اور اس کا پہلے سے چھوٹا بچہ ہو) اور بچے کے باپ کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ جس سے بچے کے لئے دودھ پلانے والی کرائے پر لے سکے اور بچے کی ہلاکت کا خوف ہو۔

جب اس عذر کی بنا پر حمل ٹھہرنے کے بعد ایک مخصوص مدت کے اندر سے ساقط کروانا جائز ہے تو اس عذر کی بنا پر عزل یا حمل کو روکنے کے لئے دوسرے ذرائع اختیار کرنا بطریقِ اَولیٰ جائز ہوں گے۔

اور اس کی تائید مندرجہ ذیل روایات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن أبى سعيد الزّرقى: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِى تُرْضِعُ وَ أَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ، فَقَالَ

۱۲۲۔ رد المحتار على الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ۸/۵۸۶

النَّبِیَّ ﷺ: "إِنَّ مَا قَدْ قُدِّرَ فِی الرَّحِمِ سَیَکُوْنُ (۱۲۳)
یعنی، حضرت ابوسعید زرقی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا، پس عرض کرنے لگا، میری بیوی بچے کو دودھ پلاتی ہے اور میں (اس حال میں) اس کا حاملہ ہونا پسند نہیں کرتا تو نبی ﷺ نے فرمایا: رحم میں جو مقدر ہو چکا ہے وہ عنقریب ہو کر رہے گا۔

اسی طرح امام مسلم (۱۲٤) اور امام نسائی (۱۲٥) کی دوسری روایت ہے:

عن أبی سعید الخدری قال: ذُکِرَ ذٰلِکَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: "وَ مَا ذَاکُمْ" قُلْنَا: الرَّجُلُ تَکُوْنُ لَهُ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ فَیُصِیْبُ مِنْهَا فَیُصِیْبُهَا، وَ یَکْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهَا الْحَمْلَ، وَ تَکُوْنَ لَهُ الْجَارِیَهُ فَیُصِیْبُ مِنْهَا، وَ یُکْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ، قَالَ: لَا عَلَیْکُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا، فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ۔ واللفظ للنسائی

یعنی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا اس (یعنی عزل) کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کیا گیا، (آپ ﷺ نے) فرمایا: "تم یہ کیوں کرتے ہو" ہم نے عرض کیا آدمی کے پاس (ایک) عورت ہوتی ہے جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے، پھر وہ اس سے ہمبستری کرتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند سمجھتا ہے،

۱۲۳۔ السُّنَنُ الکُبری للنسائی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۵٤۸۷۔۳، ۳۰۷/۳
أیضاً جامع المَسانید و السُّنَن، مسند أبی سعید الخدری، عبد الله بن مرّه الذرقی عنه، برقم:٤۳۵، ۲۰٤/۳۳، ۲۰۵

۱۲٤۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، برقم:۱۳۱ (۱٤۳۸)، ص ۵٤۰،۵٤۱

۱۲۵۔ السُّنن الکُبریٰ، کتاب النکاح، باب الغیلة و العزل، برقم:۵٤۸٦۔۲، ۳۰۷/۳

اور اس کی باندی ہوتی ہے اور وہ اس سے ہمبستری کرتا ہے اور وہ اسے پسند نہیں کرتا کہ وہ اس سے حاملہ ہو (تو نبی ﷺ نے) فرمایا: ''تم ایسا نہ کرو تو بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ تو تقدیر کی بات ہے''۔

مندرجہ بالا روایات میں ''لَا عَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا'' کے کلمات وارد ہیں اور یہی کلمات امام بخاری (۱۲۶) اور امام مسلم (۱۲۷) میں، اور امام احمد (۱۲۸) سے مروی روایت میں ہے۔

اس کے علاوہ ''مَا عَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا'' کے کلمات امام بخاری (۱۲۹) اور امام ابوداؤد (۱۳۰) اور امام احمد (۱۳۱) سے مروی ہیں کما نقلہ ابن کثیر (۱۳۲) اب دیکھنا یہ ہے کہ نبی ﷺ کی ان کلمات سے کیا مراد ہے۔

نبی ﷺ نے ان کلمات سے اس عذر کی بنا پر عزل سے منع فرمایا جیسا کہ حدیثِ اَبی سعید کے ایک راوی نے حسن بصری سے بیان کیا، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے، ابن عوف کہتے ہیں کہ حسن نے یہ حدیث سُن کر کہا بخدا اِس میں عزل سے ناراضگی کا اظہار ہے۔(۱۳۳)

اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ کلمہ نہی کے قریب ہے چنانچہ اسی حدیث کے ایک راوی

۱۲۶۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب بیع الرقیق (برقم:۲۲۲۹)، ۴۷/۳

۱۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل ،برقم:۱۲۵ (۱۴۳۸)

۱۲۸۔ المُسنَد للإمام أحمد، ۸۳/۳
أیضاً جامع المَسَانید و السُنَن لا بن کثیر، ۲۰۳/۳۳)

۱۲۹۔ صحیح البخاری، کتاب العتق، باب من ملك من العرب، برقم:۲۵۴۳، ۱۴۰/۲، ۱۴۱ و کتاب المغازی، باب بن مصطلق الخ، برقم:۴۱۳۸، ۵۴/۳ و کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ ﴿هو الله الخالق البارئ المصور﴾، برقم:۷۴۵۹، ۴۴۶/۴

۱۳۰۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:۲۱۷۲، ۴۳۱/۲

۱۳۱۔ المسند للإمام أحمد ، ۶۸/۳، ۷۲/۳

۱۳۲۔ جامع المَسَانید و السُنَن لابن کثیر، برقم:۴۳۲، ۴۳۳، ۴۰۳/۳۳

۱۳۳۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۱۳۱ (۱۴۳۸)، ص ۵۶۱

(محمد) نے کہا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

قال محمد: و قوله: "لَا عَلَيكُم" أقرب إلى النّهى (١٣٤)

یعنی، محمد (راوی) نے کہا نبی ﷺ کا فرمان "لاعلیکم" نہی کے زیادہ قریب ہے۔

جب کہ اکثر کے نزدیک ان کی مثل روایات میں وارد دیگر کلمات سے عزل کی اباحت ثابت ہوتی ہے نہ کہ ممانعت اور اس کی دلیل مندرجہ روایت ہے:

عن أبى سعيد الخدرى قال: ذُكِرَ العَزْلُ عِندَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: وَ لِمَ يَفعَلُ ذٰلِکَ أَحَدُكُم؟ فَلَم يَقُل: فَلا يَفعَلُ أَحَدُكُم فَإِنَّهُ لَيسَت نَفسٌ مَخلُوقَةٌ إِلَّا اللهُ خَالِقُهَا (١٣٥)

یعنی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "تم ایسا کیوں کرتے ہو اور یہ نہیں فرمایا کہ تم یہ نہ کرو کیونکہ جو نفس پیدا ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اُسے پیدا کر کے رہے گا"۔

اور اس روایت سے واضح ہے کہ نبی ﷺ نے یہ کلمات منع کے لئے نہیں ارشاد فرمائے اگر منع کے لئے ارشاد فرمایا ہوتا یوں تو فرماتے "لَا يَفعَلُ أَحَدُكُم" (یعنی، یہ نہ کرو) اور کُتُبِ احادیث میں عزل کے باب میں مندرجہ کلمات وارد ہوئے ہیں:

اصْنَعُوا مَا شِئتُم فَإِنَّهُ مَا يُرِدِ اللهُ يَكُن (١٣٦)

یعنی، جو تم چاہو کرو اور اللہ تعالیٰ جس کا ارادہ فرماتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

١٣٤۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، برقم: ١٣٠ (١٤٣٨)، ص ٥٤٠

١٣٥۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، برقم: ١٣٢ (١٤٣٨)، ص ٥٤١
أيضاً سُنن أبى داؤد، كتاب النكاح، باب ما جاء فى العزل، برقم: ٢١٧٠، ٢/٤٣٠
أيضاً السُّنَنُ الكُبرىٰ للبيهقى، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ١٤٣٠٧، ٧/٣٧٣

١٣٦۔ السُّنّة لابن أبى عاصم، باب فى العزل الخ، برقم: ٣٧٤، ص ٨٣۔ أيضاً المسند، ٣/٢٦

اور

إِفعَلُوا مَا بَدَالَكُم، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقضِي مَا أَحَبَّ، وَ إِن كَرِهتُم (۱۳۷)

یعنی، جو تمہارے لئے ظاہر ہو کرو، پس اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ فرماتا ہے جو اُسے پسند آتا ہے اگرچہ تمہیں ناپسند ہو۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی آزاد بیوی سے اجازت و رضا والی حدیث عزل کے مُباح ہونے پر دال ہے۔

اور پھر یہ معلوم ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان عہد نبوی ﷺ اور حضور ﷺ کے وصال با کمال کے بعد عزل کیا کرتے تھے یہ نہیں ہوسکتا کہ نبی ﷺ ایک فعل سے منع فرما دیں اور صحابہ کرام پھر اُسے کریں ایک دو نہیں بلکہ ان کی ایک بڑی تعداد اس کا ارتکاب کرے، تو ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان نہی کے لئے نہیں تھا۔

اور اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اس عذر کی بنا پر عزل کیا کرتے اور یہ عذر ان کے نزدیک بھی صحیح عذر تھا اور اس بحث کو اس مقام پر ذکر کرنے سے ہمارا مدعا یہی تھا اس لئے ہمارے فقہائے کرام نے اسے جوازِ عزل اور جوازِ ضبطِ تولید کے اعذار میں شمار کیا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور مفتی محمد وقار الدین حنفی نے جوازِ ضبطِ تولید کے اعذار میں اسے شامل کرتے ہوئے لکھا:

ماں بچے کو دودھ نہیں پلاسکتی یا باپ دودھ پلانے کا خرچہ پورا نہیں کر سکتا۔(۱۳۸)

☆......یا شوہر کو بچے پر زمانے کی برائی کا خوف ہو تو فقہاء کرام نے لکھا کہ بلا اذنِ زوجہ عزل جائز ہے اور اس میں اصل تو یہی تھا کہ بلا اذن جائز نہ ہو مگر زمانہ کی وجہ سے بعد کے فقہاء کرام نے اس صورت میں بلا اذن کو جائز لکھا، چنانچہ علامہ شمس الدین

۱۳۷۔ السُّنَّة لابن أبي عاصم، باب في العزل، برقم: ۳۷۳، ص ۸۳

۱۳۸۔ وقار الفتاوی، کتاب النکاح، ۳/۱۲۷

احمد بن ابراھیم السروجی متوفی ۷۱۰ھ نے لکھا:

قال: أريد أن أعزل امرأتي لأني أخشى أن يجئ ولد (و في نسخة ولدها) من أهل الشر، قيل: لا يسعه، و قيل يسعه لتغيير الزمان الخ (۱۳۹)

یعنی، کہا کہ میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں کیونکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ بچہ شریروں میں سے ہو جائے، کہا گیا کہ اُسے گنجائش نہیں ہے، کہا گیا کہ اُسے تغییر زمانہ کی وجہ سے اجازت ہے۔

اسی طرح صاحب فتح القدیر وغیرہ کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے، جب یہ ترکِ اِذن کے لئے عذر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو خود عزل کے لئے بطریقِ اولیٰ عذر بنے گا، اس عذر کی بنا پر عورت کو بھی اس کی رُخصت ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

نعم، النظر إلى فساد الزمان يفيد الجواز من الجانبين (۱۴۰)

یعنی، ہاں، فسادِ زمانہ پر نظر جانبین سے جواز کا فائدہ دیتی ہے۔

☆...... یا شوہر دُور دراز سفر پر ہو اور اُسے بچے کی جان وغیرہ کا خوف ہو جیسے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

لأن يكون فی سفر بعيد فخاف على الولد ملخصاً (۱۴۱)

یعنی، جیسے وہ دُور دراز سفر پر ہو اور جہاں بچے کو خطرہ ہو۔

☆...... یا شوہر دار الحرب میں ہو اور اُسے بچے پر خوف ہو جسے علامہ شامی لکھتے ہیں:

۱۳۹۔ كتابُ أدبِ القَضاء للسُّروجی، برقم: ۳۵۳، ص ۲۳۹

۱۴۰۔ ردُّ المحتار على الدُّرِ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، تنبيه، ۵۸۷/۸

۱۴۱۔ ردُّ المُحتار على الدُّرّ المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب: فی حكم العزل، ۵۸۵/۸

أو فی دار الحرب فخاف علی الولد (۱۴۲)

یعنی، یا وہ دار الحرب میں ہو جہاں بچے کو خطرہ ہو۔

☆......یا بیوی بد اخلاق ہو، بد زبان ہو، نافرمان ہے اور شوہر کا اُسے طلاق دینے کا ارادہ ہو اس لئے وہ چاہے کہ اِس سے مجھے اولاد نہ ہو چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

أو كانت الزوجة سَيِّئَةُ الخُلُقِ وَ يريد فراقها فخاف أن تحبلَ (۱۴۳)

یعنی، بیوی بد اخلاق ہو اور شوہر اس سے جُدائی چاہتا ہو پس اُسے اس کے حاملہ ہونے کا خوف ہو۔

☆......اسی طرح عورت بدکردار ہو اور مرد کا اُسے اپنی زوجیت میں رکھنے کا ارادہ نہ ہو یا مرد کو یہ پسند نہ ہو کہ اُسے اس جیسی عورت سے اولاد ہو کیونکہ اگر بیوی کا بد اخلاق بد زبان ہونا بلا اجازت جوازِ عزل کے لئے عذر ہے تو اس کا بدکار ہونا بطریقِ اَولیٰ عذر قرار دیا جائے گا۔

بیوی کی صحت کا اچھا نہ ہونا اور بچوں کا جلدی جلدی پیدا ہونا بھی ضبطِ تولید کے لئے عذر ہے چنانچہ مفتی محمد وقار الدین حنفی لکھتے ہیں:

اگر کوئی معقول وجہ ہو تو ضبطِ تولید جائز ہے مثلاً بیوی کی صحت اچھی نہیں، جلدی بچے کی پیدائش سے اس کی صحت اور خراب ہو جائے گی۔(۱۴۴)

پہلا بچہ چھوٹا ہے فوراً دوبارہ حمل ٹھہرنے سے اس کی صحت خراب ہو جائے گی۔(۱۴۵)

۱۴۲۔ رَدُّ المُحتار علی الدُّرِّ المُختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب: فی حکم العزل، ۵۸۵/۸

۱۴۳۔ رَدُّ المُحتار علی الدُّرِّ المُختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب: فی حکم العزل، ۵۸۵/۸

۱۴۴۔ وقار الفتاوی، کتاب النکاح، ۱۲۲/۳

۱۴۵۔ وقار الفتاوی، کتاب النکاح، ۱۲۶/۳

☆......جلدی حمل ٹھہرنے سے حمل گر جانے کا خوف ہونا چنانچہ مفتی محمد وقار الدین حنفی لکھتے ہیں:

ایک بار حمل ہوا طبیب نے کہا اتنے عرصے تک احتیاط کرنا حمل نہ ٹھہرنے پائے ورنہ پھر ساقط ہو جائے گا۔(۱۴۶)

حمل ساقط ہو گیا دوبارہ حمل ساقط ہونے سے اس کی جان کو خطرہ تھا۔(۱۴۷)

☆......اسی طرح عورت اتنی کمزور ہو حمل ٹھہرنے سے اس کی جان کو خطرہ ہے یا ماہر طبیب نے کہہ دیا کہ مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان کو خطرہ ہے۔

☆......اسی طرح ہڈی کے تنگ ہونے کی وجہ سے بچے آپریشن سے پیدا ہوتے ہیں اتنے آپریشن ہو گئے کہ مزید آپریش کی گنجائش نہیں ہے۔

☆......اودلا کی زیادتی کی وجہ سے پریشان ہو کر ضبطِ تولید کرنا، کیونکہ صرف اولاد پیدا کرنا ہی مقصود نہیں بلکہ اُن کی پرورش اور اُن کی تعلیم و تربیت بھی اہم ذمہ داری ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

أَلا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَ كُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، ...... وَ الرَّجُلُ رَاعٍ أَهْلِ بَيْتِهِ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (۱۴۸)

یعنی، سنو! تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی رعایہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا......اور مرد اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے اور اس سے اپنی رعایہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

۱۴۶۔ وقار الفتاویٰ، کتاب النکاح، ۱۲۶/۳

۱۴۷۔ وقار الفتاویٰ، کتاب النکاح، ۱۲۲/۳

۱۴۸۔ أخرجه البخاری فی "صحیحه"، برقم:۷۱۳۸، و مسلم فی "صحیحه"، برقم: ۲۰-۱۸۲۰ و أبو داؤد فی "سُنَنه" برقم:۲۹۲۸، و الترمذی فی "سُنَنه" برقم:۱۷۰۵ و أحمد فی "مسنده" ۵/۲۔ و نقله التبریزی فی "مشکاة المصابیح" فی کتاب الإمارة و القضاء، الفصل الأول، برقم:۳۶۸۵۔ ۲۵،۳۔۷/۴

اس حدیث شریف کے تحت علامہ محبّ اللہ شنقیطی مالکی متوفی ۱۳۶۳ھ لکھتے ہیں:

شوہر اپنے اہل کا نگہبان ہے کا مطلب ہے کہ وہ نفقہ، کپڑوں، حُسنِ معاشرت، تعلیم، نصیحت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور نرمی سے شرعی تأدیب کے ساتھ اُن کا حق ادا کرے۔(۱۴۹)

اور پھر زیادہ اولاد کی پیدائش بعض عورتوں کو کمزور کر دیتی ہے، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے بیویوں سے عزل کیا کرتے تھے تاکہ اولاد زیادہ نہ ہو چنانچہ امام مسلم بن حجاج قشیری روایت کرتے ہیں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

إِنِّیْ أَعْزِلُ امْرَأَتِیْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِمَ تَفْعَلُ ذٰلِکَ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: أُشْفِقُ عَلٰی وَلَدِهَا أَوْ عَلٰی أَوْلَادِهَا (۱۵۰)

یعنی، میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تم کیوں ایسا کرتے ہو؟'' اس نے جواب میں عرض کیا اس کے بچہ یا اولاد پر شفقت کی بنا پر۔

اسی لئے ہمارے علماء نے اس بناء پر ضبطِ تولید کے جواز کا قول کیا ہے، چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ سے سوال ہوا کہ کسی عورت نے بچوں کی زیادتی سے پریشان ہو کر ایسی دوا کھائی کہ آئندہ بچے نہ ہوں تو اس کا عمل شرع شریف کی رُو سے کیسا ہے؟ آپ نے جوب میں لکھا کہ اگر شوہر کی اجازت سے اس نے ایسا کیا تو جائز ہے ورنہ نہیں اور بعض نے مطلقاً جائز بتایا ہے۔(۱۵۱)

عزل یا ضبطِ تولید سے ممانعت دو طرح ہے کہ ایک فاسد نظریات کی وجہ سے

۱۴۹۔ زاد المسلم فیما اتفق علیه البخاری و مسلم، ۳۰۲/۱

۱۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب جواز الغیلة الخ، برقم:۱۴۳ (۱۴۴۳)، ص ۵۴۲، ۵۴۳

۱۵۱۔ فتاویٰ أمجدیه، کتاب الحظر و الإباحة، ۵۹/۴

ممانعت اور دوسری ضبطِ تولید کے ناجائز طریقوں کی وجہ سے۔

ا۔ فاسد نظریہ کی بنا پر عزل یا ضبطِ تولید

کیونکہ نیت میں فساد سے اعمال میں فساد پیدا ہوتا ہے جیسے اعمال میں جہاد کا درجہ کسی پر مخفی نہیں اور اس پر مرتّب ہونے والا ثواب بھی کچھ کم نہیں لیکن اگر کوئی شخص صرف اس لئے لڑے کہ مال حاصل کرے یا صرف قوم کی حمایت میں لڑے، اِعلاءُ کلمۃِ اللہ مقصود نہ ہو تو اُسے اس پر قطعاً کوئی ثواب نہیں ملے گا، اسی طرح دِکھاوے کے لئے نماز پڑھنا اور صدقہ وخیرات کرنا وغیرہ، جب فاسد نیت سے نیک اعمال اَکارت ہو گئے تو ایسی نیت سے مُباح عمل بھلا کیونکر جائز رہے گا، کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (١٥٢)

یعنی، عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

اور امام غزالی لکھتے ہیں:

و الفساد فی اعتقاد المعرة فی سنة رسول الله ﷺ أشدّ ...... (١٥٣)

یعنی، رسول اللہ ﷺ کی سنّت میں عار کے اعتقاد کا فساد اشدّ ہے۔

اس کے تحت علامہ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

أقوی من اعتقادها فی غیرها، و النكاح من سُنَن المرسلين (١٥٤)

یعنی، اس کے غیر میں اس اعتقاد کے فساد سے سنّت رسول ﷺ میں اس اعتقاد کا فساد زیادہ قوی ہے اور نکاح سُنن المرسلین میں سے ہے۔

۱۵۲۔ اس حدیث کی تخریج امام بخاری ومسلم نے اپنی اپنی "صحیح" میں، ابوداود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ نے اپنی اپنی "سُنن" میں اور امام احمد نے "المسند" (۱/ ۲۵) میں فرمائی ہے۔

١٥٣۔ إحياء علوم الدين، كتاب آداب النكاح، الباب الثالث فی آداب المعاشرة، ١١١/٢

١٥٤۔ إتحاف السادة المتقين، ١٩٢/٦

اس کی پھر دو قسمیں ہیں، ایک تنگیٔ رزق کے خوف سے عزل یا ضبطِ تولید کرنا، دوسری یہ کہ لڑکی کی پیدائش کے احتراز کے لئے عزل یا ضبطِ تولید کرنا۔

(ا) تنگیٔ رزق کے خوف سے ضبطِ تولید

اگر کوئی شخص تنگیٔ رزق کے خوف سے ضبطِ تولید کرے جیسا کہ حکومت کی طرف سے خاندانی منصوبہ بندی کا یہی سبب بیان کیا جاتا ہے کہ آبادی کی کثرت کی وجہ سے غذا کی کمی ہو جائے گی جب کہ اللہ تعالیٰ فرمان ہے:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (۱۵۵)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ (کنزالایمان)

﴿وَ فِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ﴾ (۱۵۶)

ترجمہ: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ﴾ (۱۵۷)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا ہے قوت والا قدرت والا۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ط اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًام بَصِیْرًا﴾ (۱۵۸)

ترجمہ: بے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا اور کستا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے۔ (کنزالایمان)

اور پھر ضبطِ تولید اس خوف سے کہ رزق میں تنگی واقع ہو جائے گی یہ نظریہ کفار کے اُس نظریے کے مطابق ہے کہ جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ

۱۵۵۔ ھود: ۶/۱۱ — ۱۵۶۔ الذاریات: ۲۲/۵۱

۱۵۷۔ الذاریات: ۵۸/۵۱ — ۱۵۸۔ بنی اسرائیل: ۳۰/۱۷

﴿ اِیَّاکُمْ ط﴾ الآیة (۱۵۹)

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ (کنزالایمان)

لہٰذا خشیتِ اِملاق کے خوف سے ضبطِ تولید ناجائز و حرام ہے کیونکہ اس نظریے کی حُرمت قرآن کریم میں منصوص ہے، اس لئے حرام کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے حرام کو چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر تنگی نہیں فرماتا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ○ وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط﴾ الآیة (۱۶۰)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ (کنزالایمان)

اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اس پر تنگی نہیں آتی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ﴾ الآیة (۱۶۱)

ترجمہ: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اُسے کافی ہے۔ (کنزالایمان)

اور نبی کریم ﷺ نے اس فاسد نظریہ کی تردید ان کلمات سے فرمائی:

أَنْتَ تَخْلُقُہٗ؟ وَ أَنْتَ تَرْزُقُہٗ (۱۶۲)

یعنی، تم اُسے پیدا کرو گے؟ تم اُسے کھلاؤ گے؟

(۲) لڑکی کی پیدائش سے احتراز کے لئے ضبطِ تولید

اگر کوئی شخص لڑکیوں کی پیدائش سے بچنے کے لئے ضبطِ تولید کرے کہ لڑکیوں کو

۱۵۹۔ بنی اسرائیل: ۳۱/۱۷ ۱۶۰۔ الطلاق: ۳،۲/۶۵

۱۶۱۔ الطلاق: ۳/۶۵

۱۶۲۔ المسند، برقم: ۱۱۵۲۳، ۱۳۷/۴ (۵۳/۳)، و برقم: ۱۱۹۳۱، ۲۳۹/۴ (۹۶/۳)

بوجھ جانے یا ان کی پیدائش یا شادی کو عار سمجھے اور ضبطِ تولید کرے تو یہ نیت بھی خالص زمانۂ جاہلیت کے مشرکین عرب کی ہے اور قرآن وسنّت میں اس نظریے کی سخت مذمّت کی گئی ہے، قرآن کریم میں فرمایا:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ وَ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝ (۱۶۳)

ترجمہ: اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت، پیدا کرتا ہے جو چاہے، جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں، اور جسے چاہے بانجھ کردے بے شک وہ علم وقدرت والا ہے۔ (کنز الایمان)

اور امام غزالی نے لکھا کہ لڑکیوں کی پیدائش کے خوف سے عزل کرنا کیونکہ وہ ان کی شادی کرانے میں عار کا اعتقاد رکھتا ہے جیسا کہ (زمانہ جاہلیت میں بعض) عربوں کی اپنی بچیوں کو قتل کرنے میں یہی عادت تھی تو یہ نیت فاسدہ ہے اور اگر اس نیت سے اصل نکاح یا جماع کو ترک کرے تو گنہگار ہوگا، پس اسی طرح عزل ہے۔ (۱٦٤)

کیونکہ بیٹی کی پیدائش مصیبت نہیں ہے، حدیث شریف ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان پر خرچ کرے، انہیں اچھی طرح رکھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بے نیاز کردے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے یقیناً یقیناً جنت کو واجب فرما دیتا ہے مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل کر بیٹھے کہ جس کی بخشش نہ ہو''۔ (۱٦٥)

۱٦٣۔ الشوری: ۴۲/۴۹، ۵۰.

۱٦٤۔ إحياء العلوم الدين، كتاب آداب النكاح، الباب الثالث فى آداب المعاشرة، ۲/۱۱۱

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص تین بیٹیوں کی پرورش کرے، انہیں ادب سکھائے اور ان کی شادی کرائے، ان سے اچھا سلوک کرے تو اس کے لئے جنت ہے۔(۱۶۶)

اور بعض احادیث میں بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کا بھی ذکر ہے اور بعض میں دو اور بعض میں ایک بیٹی کی اچھی پرورش پر جنت کی بشارت مذکور ہے۔(۱۶۷)

۲۔ ضبطِ تولید کے ممنوع طریقے

ضبطِ تولید کے لئے ایسے ذرائع اختیار کرنا کہ جن سے مرد یا عورت میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے ناجائز و حرام ہے۔

(۱) نسبندی: اس میں مرد کی جن نالیوں سے تولید جرثومے گزرتے ہیں انہیں کاٹ کر باندھ دیا جاتا ہے جس سے مرد میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہے گویا کہ مرد بانجھ ہو جاتا ہے اور مرد کا اپنے آپ کو بانجھ کر لینا شرعاً ممنوع ہے، چاہے وہ نسبندی کے ذریعے سے ہو یا خصی ہونے کے ذریعے سے ہو اور شارع علیہ السلام نے نکاح کا حکم دیا ہے، چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری(۱۶۸) اور امام مسلم بن حجاج قشیری(۱۶۹) روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ ۔ واللفظ للبخاري و مسلم معاً

۱۶۶۔ سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في فضل من عال يتيماً، برقم: ۵۱۴۷، ۲۲۳/۵

۱۶۷۔ اتحاف السادة المتقين، ۶/۶۸، ۶۹

۱۶۸۔ صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب قول النبي ﷺ الخ، برقم: ۵۰۶۰، ۳۶۲/۲، ۳۶۳

۱۶۹۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تافت إليه نفسه الخ،

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے ہم صحابہ کو حکم فرمایا: اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح سے نظر نہیں بہکتی اور شرمگاہ محفوظ رہتی ہے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ وہ اس کی شہوت کو کم کردیتے ہیں۔ یعنی اس کے لئے ڈھال ہیں۔

اور عورتوں سے بے تعلق ہونے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے، حضرت سعید بن المسیب نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا، آپ نے فرمایا کہ:

أَرَادَ عُثمانُ بنُ مَظعُونٍ أَنْ يَتبَتَّلَ، فَنَهَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَ لَوْ أَجَازَ لَهُ ذٰلِكَ۔ (و فی روایة) **لَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا۔** و اللفظ لمسلم (١٧٠)

یعنی، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے بے تعلق ہونے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع فرمادیا، اگر حضور ﷺ انہیں اس کی اجازت مرحمت فرمادیتے تو ہم (صحابہ) خصی ہوجاتے۔

امام قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:

قال الطبری: التبتّل: هو ترک لذّات الدّنیا و شهواتها، و الإنقطاع إلی الله بالتّفرُّغ لعبادته، قال غیره: التبتُّلُ یعنی عَنِ النِّسَاءِ، و أما الأختصاء فلا یحلُّ أصلاً. ملخصاً (١٧١)

١٧٠۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یکروه من التبتّل و الخصاء، برقم: ٥٠٧٣، ٣/٣٦٤

أیضاً صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح، برقم: ٨ (١٤٠٨)، ص ٥٢٠

أیضاً تقریب البُغیة بترتیب أحادیث الجلیلة، کتاب النکاح، باب النهی عن الأختصاء، برقم: ٢٠٩٣، ٢/٢٢٣

١٧١۔ إکمالُ المُعلم بفوائد مُسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح، ٤/ ٥٣٠، 531

یعنی، طبری نے فرمایا کہ دنیاوی لذات وشہوات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے فارغ ہونا ''تبتّل'' ہے اور ان کے غیر نے کہا کہ عورتوں سے تبتّل حرام ہے، مگر خصی ہونا وہ تو اصلاً حلال نہیں۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری (۱۷۲) اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ (۱۷۳) روایت کرتے ہیں:

عن أبی هريرة رضی الله عنه، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّیْ رَجُلٌ شَابٌّ، وَ أَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِی الْعَنَتَ، و لَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ (و فی "سنن المجتبى" كَأَنَّهُ يَسْتَأْذِنُ فِی الْإِخْتِصَاءِ) فَسَكَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّیْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ، فَاخْتَصِ عَلَى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ (و فی "المجتبى" أَوْ دَعْ)۔ واللفظ للبخاری

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایک جوان آدمی ہوں، مجھے اپنے اوپر ''عنت'' (یعنی زنا میں پڑ کر ہلاک ہونے۔ حاشیۃ السندی) کا خوف ہے اور میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں کسی عورت سے شادی کر سکوں گویا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنا عذر بیان کر کے خصی ہونے کی اجازت مانگ رہے تھے (حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ یہ عذر

۱۷۲۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یُکرہ من التبتُّلِ و الخِصاء، برقم: ۵۰۷۶ ۳/۳۶۵

۱۷۳۔ سُنَن النَّسائی، کتاب النکاح، باب النھی عن التبتُّلِ، برقم: ۳۲۱۵، ۳/۶/۴۵

سُن کر) آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی (کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا) فرماتے ہیں کہ میں نے پھر وہی عرض کیا، آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، میں نے پھر عرض کیا آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، میں نے پھر وہی گزارش کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! تمہیں جو کچھ پیش آنے والا ہے قلمِ قدرت اُسے لکھ کر خشک ہو چکا ہے، پس تم خصی بنو یا چھوڑ دو۔

''قلم کے خشک ہونے'' کا مطلب بیان کرتے ہوئے علامہ ابو الحسن کبیر (نور الدین بن عبد الہادی سندھی حنفی) متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں:

یعنی، تیرے حق میں جو ہونے والا ہے قلم اُسے لکھنے سے فراغت کے بعد خشک ہو گیا یا یہ مطلب ہے کہ تیری زندگی میں تجھے جو پیش آئے گا وہ لکھ دیا گیا ہے اس کا فیصلہ کر دیا گیا ہے اور تقدیر اسباب سے نہیں بدلتی تو اس کے لئے حرام اسباب کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیئے، ہاں جب اللہ تعالیٰ سبب مشروع یا واجب فرمادے تو اس کا ارتکاب دوسری چیز ہے۔

اور حضور ﷺ کے فرمان ''خصی بنو یا چھوڑ دو'' سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے انہیں اس کام کا اختیار دیا یا اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ علامہ ابو الحسن کبیر سندھی لکھتے ہیں:

حضور ﷺ کا فرمان ''خصی بنو یا چھوڑ دو'' بابِ تخییر سے نہیں ہے بلکہ بابِ توبیخ سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مثل ہے: ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ یعنی حضور ﷺ کے فرمان کا مطلب ہے کہ اگر تو چاہے بے فائدہ اپنا عضو کاٹ لے اور اگر چاہے تو اُسے چھوڑ دے۔ اور حضور ﷺ کے فرمان ''علیٰ ذلک'' کا مطلب ہے

کہ (اگر تو خصی بھی ہو جائے) جو تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے وہ تجھے پہنچ کر رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اُعلم (۱۷۴)

اور علامہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی متوفی ۶۱۵ھ (۱۷۵) نے روایت کیا اور اُن سے ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۱ھ (۱۷۶) نے نقل کیا کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ أَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: ائْذَنْ لَنَا فِی الْإِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ''لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَصَی وَ لَا اخْتَصَی الخ''

یعنی، سعد بن مسعود بیان کرتے ہیں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، عرض کیا: (یا رسول اللہ!) ہمیں خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرمایئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دوسرے (انسان) کو خصی کیا یا خود خصی ہوا وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

اسی لئے علماءِ احناف نے بھی اسے احرام لکھا ہے چنانچہ صدر الشریعہ عبداللہ بن مسعود محبوبی حنفی متوفی ۷۴۷ھ لکھتے ہیں:

وخصاء البھائم لا الآدمی (۱۷۷)

یعنی، چوپایوں کا خصی کرنا جائز ہے نہ کہ آدمی کو۔

اور اس کے تحت ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۶ھ لکھتے ہیں:

۱۷۴۔ حاشیة السِندی علی السُنَن للنَسائی، ۴۵/۶/۳

۱۷۵۔ شرح السُنّة، کتاب الصلاة، باب کراھیة البیع و الشراء فی المسجد، برقم: ۴۸۵، ۱۲۵/۲

۱۷۶۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب المساجد و مواضع الصلاة، الفصل الثانی، برقم: ۷۲۴ (۳۶م) ۱۵۲/۱

۱۷۷۔ کتاب النِقایة، کتاب الکراھیة

لا یجوز خصاء الآدمی لأنه تمثیل به وهو حرام (۱۷۸)

یعنی، آدمی کا خصی کرنا جائز نہیں کیونکہ ''مثلہ'' (۱۷۹) ہے اور وہ حرام ہے۔

اور ملا علی قاری نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

الخِصَاءُ مُثْلَةٌ (۱۸۰)

یعنی، خصی کرنا مُثلہ ہے۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ زِنباع نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے غلام کو خصی کر دیا تھا:

فَأعتقه النبیُّ ﷺ بِالْمُثْلَةِ (۱۶۸)

یعنی، نبی ﷺ نے اس غلام کو مُثلہ کے بدلے آزاد فرما دیا۔

اس سے بھی ثابت ہوا کہ خِصاء مُثلہ ہے۔

اور مُثلہ سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ آئندہ صفحات میں اس کی تفصیل آئے گی، لہٰذا فقہاء کرام نے تصریح کی ہے، آدمی کو خصی کرنا یا اس کا خصی ہونا حرام ہے چنانچہ شیخ محمد کامل ابن مصطفیٰ حسنی حنفی سے سوال ہوا فرماتے ہیں:

سُئلتُ عن خِصاء الآدمی هل یجوز؟ فالجواب: أنه لا یجوز، قال فی "شرح الملتقی": و یحرم خصاء الآدمی بخلاف غیر لو لمنفعة (۱۸۲)

یعنی، مجھ سے سوال کیا گیا کہ کیا آدمی کو خصی کرنا جائز ہے تو جواب ہے

۱۷۸۔ فتح باب العنایة، کتاب الکراهیة، ٤/٤٢

۱۷۹۔ اور مُثلہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی عضو کو ضائع کر دینا۔ وقار الفتاویٰ، ۳/۱۲۳

۱۸۰۔ فتح باب العنایة: ٤/٣٥

۱۸۱۔ سُنن ابن ماجة، کتاب الدّیات، باب من مثّل بعبده فهو حرّ، برقم: ۲٦٧٩، ۳/۳۰۰

۱۸۲۔ الفتاوی الکاملية، کتاب الحظر و الإباحة، ص ۲٦۲

کہ جائز نہیں ہے، ""شرح الملتقی"" میں فرمایا آدمی کو خصی کرنا حرام ہے برخلاف غیر آدمی کے جب کہ کسی نفع کے لئے ہو (یعنی جانور نفع کے خصی کیا جا سکتا ہے)۔

اور خصی کرنے یا خصی ہونے کی ممانعت کا مزید ذکر آئندہ صفحات میں ""تغییرِ خلقِ اللہ"" کی بحث کے تحت بھی بیان کیا جائے گا۔

اور اسے احادیث و آثار صحابہ و تابعین میں مذکور عزل پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہنا ہرگز ہرگز درست نہیں ہے کہ عزل جائز ہے تو خصی ہونا یا کسی اور ذریعہ سے قوتِ تولید ہمیشہ کے لئے منقطع کرنا بھی جائز ہے، چنانچہ مفتی جلال الدین امجدی لکھتے ہیں:

قوتِ تولید منقطع کرنے کے لئے آپریشن کروانا جائز نہیں ہے اور اسے عزل پر قیاس کرنا غلط ہے اس لئے کہ اس آپریشن کا اثر دائمی ہوتا ہے اور عزل کا وقتی۔ اور دائمی کو وقتی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔(۱۸۳)

باقی یہ کہنا کہ نسبندی کو خصی کرنے یا خصی ہونے کے مترادف قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ جو شخص خصی ہوتا ہے وہ مباشرت اور ہمبستری نہیں کر سکتا اور جو شخص نسبندی کراتا ہے اس کی یہ حالت نہیں ہوتی، اور خصی کرانے سے نہ صرف یہ مادہ زائل ہوتا ہے بلکہ قوتِ مردمی کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے۔ اندریں صورت نسبندی کو خصی کرنے پر قیاس کرنا اور حمل کرنا مناسب نہیں ان میں بڑا فرق ہے۔(۱۸٤)

نسبندی کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے یہ عجیب طریقہ اپنایا گیا، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ خصی جماع نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جماع کر سکتا ہے، بعض تو کہتے ہیں کہ وہ جماع میں بڑا سخت ہوتا ہے، چنانچہ علامہ محمد سعید البرہانی ""ردالمحتار"" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

۱۸۳- فتاویٰ فیض الرسول، ۲/۵٦۸

۱۸٤- مسئلہ ضبط تولید مصنفہ ابو الحسن زید فاروقی، ص ۱۲، ۱۳

لأن الخصی قد یُجامع، قیل: هو أشدُّ جماعاً، لأنه لا ینزل دفقاً بل قطرةً قطرةً (۱۸۵)

یعنی، کیونکہ خصی جماع کرسکتا ہے، کہا گیا کہ وہ جماع میں بڑا سخت ہوتا ہے، کیونکہ اسے کودنے کے ساتھ انزال نہیں ہوتا بلکہ قطرہ قطرہ کر کے انزال ہوتا ہے۔

اگر یہی بات ہے کہ خصی ہمبستری نہیں کرسکتا تو ہمارے فقہاء نے اس سے ثبوتِ نسب کا قول کرتے ہوئے کیوں لکھا:

و یثبت نسب ولده منه (۱۸۶)

یعنی، اس کے بچے کا نسب اُس سے ثابت ہو جائے گا۔

مزید یہ کہ شرع شریف میں نسبندی سے ممانعت کا مدار اس پر ہے کہ اس عمل کے ذریعے قوتِ تولید ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جاتی ہے اس لئے ممنوع ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ جماع کرسکتا ہے یا نہیں۔

اسی طرح کوئی بھی ایسی دوائی کھانا کہ جس سے قوتِ تولید ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے جائز نہیں ہے کیونکہ علماء کرام نے آپریشن سے منع نہیں کیا بلکہ منع قوتِ تولید کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے سے کیا وہ جس طریقے سے بھی ہو بہر حال ممنوع ہے۔

(۲) نل بندی: اس میں عورت کی بیضہ دانی کی نالی کو کاٹ کر باندھ دیا جاتا ہے، اس کے بعد عورت کبھی بھی بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتی یہ بھی اس لئے ناجائز ہے کہ اس سے ہمیشہ کے لئے بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے، چنانچہ مفتی جلال الدین امجدی لکھتے ہیں:

لیکن کسی عمل کے ذریعے ہمیشہ کے لئے قوتِ تولید ختم کر دینا کسی طرح

۱۸۵۔ التعلیقات المرضیة، ص۲۴۶

۱۸۶۔ التعلیقات المرضیة، ص۲۴۶

جائز نہیں ہے۔(۱۸۷)

(۳) بچہ دانی نکلوا دینا: اس کا ارتکاب بہت سے لوگ ڈاکٹروں کے غلط مشورے کی بناء پر کر بیٹھتے ہیں کہ اب حمل قرار پایا تو عورت کی جان کو خطرہ ہے لہٰذا بچہ دانی ہی نکلوا دو۔ ایسا کرنا ناجائز و حرام ہے، چنانچہ مفتی محمد وقار الدین حنفی لکھتے ہیں:

آپریشن کر کے حمل کی صلاحیت کو ضائع کر دیا جائے یہ ناجائز و حرام ہے اور ''مُثلہ'' کے حکم میں ہے۔ مُثلہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی عضو کو ضائع کر دینا، اس میں بھی رحم کو ضائع کر دیا جاتا ہے۔(۱۸۸)

کیونکہ اس میں بچہ پیدا کرنے کا صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم کرنا ہے جو کہ حرام ہے اور تینوں صورتوں میں تغیّر خلق اللہ تعالیٰ ہے اور ممنوع طور پر تغیّر خلق اللہ حرام ہے، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (۱۸۹)

ترجمہ: (شیطان نے کہا) قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

اور علامہ فخر الدین رازی شافعی لکھتے ہیں: اس تغییر سے مراد آفرینش اور ساخت میں تبدیلی ہے، مُفسّرین کے ''تغییر خلق اللہ'' کے بارے میں دو قول ہیں: دوسرا قول یہ ہے کہ ان تمام احوال میں تغییر سے مراد جن کا تعلق ظاہر کے ساتھ ہے پھر اس میں چند

۱۸۷۔ فتاویٰ فیض الرسول، ۵۸۰/۲

۱۸۸۔ وقار الفتاویٰ: ۱۲۳/۳

۱۸۹۔ النساء: ۱۱۹/۴

وجوہ ہیں دوسری وجہ جو حضرت انس، شہر بن حوشب، عکرمہ، اور ابو صالح سے مروی ہے کہ

أن معنی تغییر خلق اللہ ھٰھنا ھو الاخصاءُ الخ (۱۹۰)

یعنی، تغییر خلق اللہ کے یہاں معنی خصی کرنے کے ہیں۔

اور امام ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی حنفی متوفی ۳۳۳ھ نے اس آیہ کریمہ کے بارے میں اہلِ تاویل کا کلام نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال بعضھم: قولہ تعالیٰ: ﴿فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ الإخصاء، و ھو قول ابن عباس رضی اللہ عنھما الخ (۱۹۱)

یعنی، بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو بدل دیں گے''، خصی کرنا ہے اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

علامہ ابو جعفر احمد بن محمد ابن النحّاس متوفی ۳۳۸ھ لکھتے ہیں:

قیل: یُراد بہ الخِصَاءُ (۱۹۲)

یعنی، کہا گیا ہے کہ اس سے خصی کرنا مراد لیا گیا ہے۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۳ھ لکھتے ہیں:

قال عکرمۃ، ھو الخِصاءُ، ھکذا روی عن ابن عباس و أنس بن مالک (۱۹۳)

یعنی، عکرمہ نے کہا کہ وہ خصی کرنا ہے، اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

حافظ منتخب ہمدانی متوفی ۶۴۳ھ لکھتے ہیں:

۱۹۰۔ التفسیر الکبیر للرازی، سورۃ النساء، الآیۃ: ۱۱۹، ۲۲۳/۴

۱۹۱۔ تأویلات أھل السُّنّۃ، سورۃ النساء، الآیۃ، ۱۱۹، ۵۰۴/۱

۱۹۲۔ إعراب القرآن، سورۃ النساء، الآیۃ: ۱۱۹، ۱۲۹/۱

۱۹۳۔ تفسیر السمرقندی، سورۃ النساء، الآیۃ: ۱۱۹، ۳۴۰/۱

قیل: تغییرهم خلق الله: الخِصَاءُ (١٩٤)

یعنی، کہا گیا کہ اُن کی خلق اللہ میں تغییر خصی کرنا ہے۔

علامہ ابوبکر حداد یمنی حنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں:

قال: عکرمه: معناه: فليُغيّرنّ خلقَ الله بالخِصاءِ و الوشم، و قطع الأذن، و فقء العيون (١٩٥)

یعنی، عکرمہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو خصی کرنے، گودنے، دانتوں کو تیز کرنے اور آنکھوں کو پھوڑنے کے ذریعے بدل دیں گے۔

قاضی ابوالسعود محمد بن مصطفیٰ العمادی الحنفی متوفی ۹۸۲ھ لکھتے ہیں:

عن نهجه صورةً أو صفةً، و ينتظم فيه ما قيل من فقءِ عين الحامي، و خِصاء العبيد، و الوشم، و الوشر و نحو ذلك (١٩٦)

یعنی، تبدیلی صورۃً ہو یا صفۃً اور اس میں وہ شامل ہے جو نَر کی آنکھ پھوڑنے، غلاموں کو خصی کرنے، گودنے، دانتوں کو تیز کرنے وغیرہ ذالک کے بارے میں کہا گیا ہے۔

قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی ۶۹۱ھ (۱۹۷)، علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (۱۹۸) اور قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی حنفی نقشبندی متوفی ۱۲۲۵ھ (۱۹۹) لکھتے ہیں:

عن وجهه صورةً أو صفةً، و يندرج فيه، فقؤ عين الحامي و

١٩٤۔ الكتاب الفريد في أعراب القرآن المجيد، سورة النساء، الآية: ١١٩، ٣٤٥/٢

١٩٥۔ تفسير الحداد، سورة النساء، الآية:١١٩، ٣٢٤/٢

١٩٦۔ تفسير أبي السعود، سورة النساء، الآية: ١١٩، ٣٧٥/٢

١٩٧۔ تفسير البيضاوي، سورة النساء، الآية:١١٩، ٩٨/٣

١٩٨۔ تفسير روح المعاني، سورة النساء، الآية:١١٩، ١٩٥/٥

١٩٩۔ تفسير المظهري، سورة النساء، الآية: ١١٩، ٤٥٥/٢

خصاء العبید، و الوشم و الوشیر، و المثلة، و اللواطة، و السحاق، و عبادة الشمس، و القمر و الحجارة لأنها ما وضعت لها، و استعمال الجوارح فیما لا لیعود علی النفس کمالاً ۔ واللفظ للمظهری

یعنی، یہ تبدیلی صورت کے اعتبار سے ہو یا حالت کے اعتبار سے، اس میں نر کی آنکھ پھوڑنا، غلاموں کو خصی کرنا، گودنا (۲۰۰)، دانتوں کو تیز کرنا، مُثلہ کرنا، لواطت، عورتوں کا آپس میں بدفعلی کرنا، سورج، چاند اور پتھروں کی پوجا کرنا مندرج ہیں کیونکہ یہ چیزیں اس کے لئے نہیں بنائی گئیں اور اعضاء اور قوتوں کو ایسے کاموں میں استعمال کرنا جو نفس کے کمال کی باعث نہ ہوں۔

اور اسی میں ہے:

﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ (۲۰۱) یعنی لا تبدلوا خلق الله (۲۰۲)

یعنی، اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ کا معنی ہے خلق اللہ کو تبدیل نہ کرو۔

مندرجہ بالا تفاسیر میں خصی کرنے کو مطلقاً ''تغییر لخلق اللہ'' میں شامل کیا گیا ہے، علماء مُفسّرین، مُحدّثین اور فقہاء کی ایک بڑی جماعت نے اس مطلق سے چوپایوں کو خصی

۲۰۰۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں، گودوانے والیوں، سفید بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کشادگی پیدا کرنے والیوں اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے، اسے امام بخاری (صحیح البخاری، برقم: ۵۹۴۳، ۷۳/۴، ۷۴) امام مسلم (صحیح مسلم، برقم: ۲۱۲۵) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲۰۱۔ الروم: ۳۰/۳۰

۲۰۲۔ تفسیر المظہری: ۲۵۶/۲

کرنا مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی(۲۰۳) اور ڈاکٹر وہبہ ذہیلی(۲۰۴) لکھتے ہیں:

وَ أما خِصاء البهائم فرخّص فيه جماعة من أهل العلم إذا قصدت فيه المنفعة أما لسمن أو غيره، و الجمهور من العلماء و جماعتهم على أنه لا بأس أن يُضحّى بالخصي، و استحسنه بعضهم إذا كان أسمن من غيره

یعنی، مگر خِصا چوپایوں میں تو اہلِ علم کی ایک جماعت نے اس کی رُخصت دی ہے جب کہ اس سے منفعت کا قصد کیا جائے، موٹاپے کے لئے یا اس کے غیر کے لئے اور جمہور علماء اور ان کی جماعت اس پر ہے کہ خصی جانور کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اُن کے بعض نے اسے مستحسن قرار دیا ہے جبکہ وہ غیر خصی سے موٹا ہو۔

اور حافظ منتخب ہمدانی نے لکھا:

و هو فى قول أكثر أهل العلم مباح فى البهائم، أرخص فى ذلك الحسن (۲۰۵)

یعنی، اور وہ (یعنی خصی کرنا) اکثر اہلِ علم کے قول کے مطابق چوپایوں میں مُباح ہے، انام حسن بصری نے اس کی رُخصت دی ہے۔

اور قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی(۲۰۶) اور قاضی ابوالسعود حنفی(۲۰۷) لکھتے ہیں:

و عموم اللفظ لمنع الخصاء مطلقاً، رخّصوا فى البهائم لمكان الحاجة۔ و اللفظ لأبى السعود

۲۰۳۔ تفسير القرطبى، سورة النساء، الآية: ۱۱۹، ۳/۵/۳۹۰

۲۰۴۔ التفسير المنير، سورة النساء، الآية: ۱۱۹، ۳/۲۹۱

۲۰۵۔ الكتاب الفريد فى إعراب القرآن المجيد، سورة النساء، الآية: ۱۱۹، ۲/۳۴۵

۲۰۶۔ تفسير البيضاوى، سورة النساء، الآية: ۱۱۹، ۹/۹۸

۲۰۷۔ تفسير أبى السعود، سورة النساء، الآية: ۱۱۹، ۲/۳۷۵

یعنی، عموم لفظ خصی کرنے سے مطلق روکنے کے لئے ہے فقہاء کرام نے چوپایوں میں حاجت کی وجہ سے (خصی کرنے کی) رخصت دی ہے۔

باقی رہا انسان کا خصی کرنا یا ہونا اس سے ممانعت کے بارے میں پہلے احادیث بیان کی جا چکی ہیں اور یہاں آیہ مذکورہ سے اس کی ممانعت کے بارے میں علماء مُفسّرین وغیرہم کی چند آراء کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت علامہ ابو جعفر ابن النحاس لکھتے ہیں:

أما فی بنی آدم فمحظورٌ (۲۰۸)

یعنی، مگر بنو آدم میں خصاء تو وہ ممنوع ہے۔

اور علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ نے لکھا:

و الخِصاء فی بنی آدم محظورٌ عند السلف و الخلف (۲۰۹)

یعنی، سلف و خلف کے نزدیک بنو آدم میں خِصاء ممنوع ہے۔

اور امام قرطبی (۲۱۰) اور ابو حفص عمر بن علی ابن عادل دمشقی حنبلی متوفی ۸۸۰ھ (۲۱۱) لکھتے ہیں:

و أما الخِصاء فی الآدمی فمصبیة فإنه إذا خصی بطل قلبه و قوته عکس الحیوان و انقطع نسله المأمور به فی قوله علیه السلام: "تَنَاکَحُوا تَنَاسِلُوا فَإِنِّی مُکَاثِرٌ بِکُمُ الأُمَمَ" ثم إن فیه ألماً عظیماً ربما یفضی بصاحبه إلی الهلاک، فیکون فیه تضییع مال و إذهاب نفس و کلّ ذلک منهیٌّ عنه۔ و اللفظ للقرطبی

یعنی، آدمی میں خِصاء ایک مصیبت ہے پس جب وہ خصی ہوتا ہے تو اس

۲۰۸۔ إعراب القران لابن النحاس، ۲۳۹/۱

۲۰۹۔ تفسیر روح المعانی، سوة النساء، الآیة: ۱۱۹، ۱۹۵/۵

۲۱۰۔ تفسیر القرطبی، ۳۹۱/۵/۳

۲۱۱۔ اللباب فی علوم الکتاب، ۲۶/۷

کا دل اور اس کی قوت باطل ہو جاتے ہیں برعکس حیوان کے، اور اس کی نسل منقطع ہو جاتی ہے کہ جس کا حکم نبی ﷺ کے اس فرمان میں ہے ''نکاح کرو نسل بڑھاؤ، پس میں تمہاری کثرت کی وجہ سے اُمتوں پر فخر کروں گا'' پھر اس میں بہت درد ہے، بسا اوقات خصی کروانا ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے پھر مال کا ضیاع ہو جاتا ہے اور انسان دنیا سے چلا جاتا ہے اور یہ سب ممنوع ہے۔

امام قرطبی (۲۱۲) اور ابن عادل حنبلی (۲۱۳) نے لکھا ہے کہ

ثم هذه مُثلة: و قد نهى النبى ﷺ عن المثلة

یعنی، پھر یہ (خصی کرنا) مُثلہ ہے اور نبی ﷺ نے مُثلہ سے منع فرمایا ہے۔

اور امام قرطبی لکھتے ہیں:

و لم يختلفوا أن خِصاءَ بنى آدم لا يحلّ و لا يجوز لأنه مثلة و تغيير لخلق الله تعالىٰ، و كذلک قطع سائر أعضائهم فى غير حدّ و قودٍ، قاله أبو عمر (۲۱٤)

یعنی، اور علماء کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بنو آدم میں خصاء (یعنی انسان کا خصی ہونا یا اُسے خصی کرنا) حلال اور جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ مُثلہ ہے اور خلق اللہ کی تغییر ہے، اسی طرح اُن کے تمام اعضاء حدّ و قصاص کے بغیر کاٹنا (حلال و جائز نہیں ہے) یہ ابو عمر نے کہا ہے۔

مولانا ابوالحسن زید فاروقی صاحب نے کہا کہ نسبندی کے عدم جواز پر مذکورہ بالا آیت سے استدلال درست نہیں کہ اس کی تفسیر میں دو اقوال ہیں، مانعین نے ایک قول کو لیا ہے۔ یہ درست ہے کہ مُفسّرین کے اس میں دو اقوال ہیں لیکن اس ایک قول کی بنا پر

۲۱۲۔ تفسیر القرطبی، ۳۹۱/۵/۳

۲۱۳۔ اللباب فی علم الکتاب، ۲۶/۷

مُفسّرین کی ایک بڑی جماعت نے خصی کرنے اور خصی ہونے کو حرام قرار دیا ہے، نسبندی اُس دَور میں ے نہیں تھی اس لئے انہوں نے خِصاء کا ذکر کیا، نسبندی کا طریقہ ایجاد ہو چکا ہوتا تو یقیناً اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے اسے بھی اُسی طرح حرام قرار دے دیتے جس طرح خِصاء کو حرام قرار دیا کیونکہ دونوں سے مقصود ایک ہی ہے۔ خصاء، نسبندی اور نل بندی مُثلہ ہے اور مُثلہ ممنوع ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

(۱)...... عن سمرة بن جندبٍ، قال: مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا نَهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ وَ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ (۲۱۵)

یعنی، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جب بھی خطبہ ارشاد فرمایا تو اس میں ہمیں مُثلہ سے منع فرمایا اور ہمیں صدقہ کا حکم فرمایا۔

(۲)...... عن الحسن، عن سمرة، قال: فَلَمَّا خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ خُطْبَةً إِلَّا أَمَرَ فِيْهَا بِالصَّدَقَةِ، وَ نَهٰى فِيْهَا عَنِ الْمُثْلَةِ (۲۱۶)

یعنی، امام حسن بصری سے روایت ہے وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ بہت کم ایسا ہوا کہ نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا ہو اور اس میں صدقہ کا حکم اور مُثلہ سے منع نہ فرمایا ہو۔

(۳)...... عن سمرة بن جُندب و عمران بن حصين: قَالَا: مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ خُطْبَةً إِلَّا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ، وَ نَهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ (۲۱۷)

یعنی، حضرت سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

۲۱۵۔ المسند للإمام أحمد، برقم:۲۰۴۸۸، ۷۷۴/۶ (۲۰/۵)

۲۱۶۔ المسند للإمام أحمد، برقم:۲۰۳۹۸، ۴۵۶/۶ (۱۲/۵)

۲۱۷۔ [illegible]

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسا خطبہ ارشاد نہیں فرمایا جس میں ہمیں صدقہ کا حکم اور مثلہ سے منع نہ فرمایا ہو۔ (اس حدیث شریف کی سند حسن ہے)

(۴)......اور امام احمد(۲۱۸) اور ابوداؤد(۲۱۹) روایت کرتے ہیں کہ ہیاج بن عمران صحابی رسول ﷺ حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ میرے والد نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں اپنے غلام کو پانے پر قادر ہوا تو ضرور اس کا عُضو یعنی ہاتھ کاٹ دوں گا تو آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہہ دو کہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اس کے عُضو کو نہ کاٹے، بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے خطبہ میں صدقہ پر حرص دلاتے اور مُثلہ سے منع فرماتے، پھر حضرت سمرہ بن جندب تشریف لائے (میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سنن أبی داؤد) انہوں نے بھی اُسے یہی فرمایا۔ واللفظ لأحمد

اسی طرح امام ابوجعفر طحاوی نے "شرح معانی الآثار" عن الحسن، عن عمران بن الحصین (برقم:٥٠١٦) اور عن الحسن بن سمرة بن جندب (برقم:٥٠١٧، ٥٠١٨، ٣/١٨٢) اور "شرح مشكل الآثار" عن الحسن بن عمران بن حصين (برقم:١٨٢٠)، عن الحسن عن سمرة بن جندب (برقم:١٨٢١، ٥/٧٠) میں، امام طبرانی نے "المعجم الكبير" (برقم:٦٩٤٤، و ٦٩٤٥، ٧/٢٢٧) میں كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ وَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ، اور أن النبی ﷺ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَ يَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ کے کلمات سے روایت کیا ہے۔

(۵) اور امام طحاوی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے یہ کلمات بھی روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ (٢٢٠)

٢١٨ـ المسند للإمام أحمد، برقم:٢٠٠٨٦، ٦/٦٨١ (٤/٤٢٨

٢١٩ـ سُنَن أبی داؤد، كتاب الجهاد، باب فی النهی عن المثلة، برقم:٢٦٦٧، ٣/٨٤، ٨٥

٢٢٠ـ شرح معانی الآثار [illegible]

یعنی، نبی ﷺ نے مُثلہ سے نہی فرمائی ہے۔

اور حدیث شریف میں واقع ''مُثلہ'' کے معنی بارے میں ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

فیه "أنه نهى عن المثلة" يُقال: مثلت بالحيوان أمثُل به مَثْلاً إذ قطعتَ أطرافه و شوّهتَ به، و مثّلتَ بالقتيل، إذا جدَعتَ أنفه أو أذُنَه، أو مذاكيرَه أو شيئًا من أطرافه، والاسم: المثلة (۲۲۱)

یعنی، اس میں حدیث شریف ہے کہ ''نبی ﷺ نے مُثلہ سے منع فرمایا'' عرب لوگ مثلتُ بالحیوان أمثل به مثلاً اس وقت بولتے تھے کہ جب جانور کے اعضاء کاٹ دیئے جائیں اور اُسے بدشکل بنا دیا جائے اور ''مثّلت بالقتیل'' اس وقت بولتے جب مقتول کے ناک یا کان یا اعضاء تناسل یا اس کے اعضاء میں سے کچھ کاٹ دے اور اسم ''مُثلہ'' ہے۔

اور علامہ ابن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

"ونهى عن المثلة": وهو الفعل الشنيع، يقال مَثَل به يمثُل مَثْلاً، وكان تمثل مأخوذ من المَثل لأنه إذا شبع في عقوبته جعله مثلاً (۲۲۲)

یعنی، ''نبی ﷺ نے مُثلہ سے نہی فرمائی'' اور یہ ایک بُرا فعل ہے کہا جاتا ہے کہ ''مثل به یمثُل مَثلاً'' گویا کہ مَثَل مَثُل سے ماخوذ ہے کیونکہ وہ اُسے خوب سزا دے لے اور اُسے بدشکل بنا دے (تو عرب لوگ یہ جملہ بولتے ہیں)۔

اور تغییر خلق اللہ میں وہ تصرّفات شامل نہیں ہیں جن کی قرآن وسنّت سے اجازت

۲۲۱۔ النّهاية في غريب الحديث: ۲۵۱/٤

ہے اور جن کے اچھے فوائد ہیں اور قرآن وسنّت میں اُن سے نہی وارد نہیں ہوئی اور فقہاء کرام نے ان کی رُخصت دی ہے، چنانچہ علامہ محمد طاہر ابن عاشور نے لکھا:

و ليس من تغيير خلق اللّٰه التصرّف فی المخلوقات بما أذن اللّٰـه فيه و ما يدخل فی معنی الحسن، فإن الختان من تغيير خلق و لكنّه لفوائد صحيّة، و كذلك حلق الشعر لفائدة دفع بعض الأضرار، و تقليم الأظفار لفائده تيسير العمل بالأيدی و كذلك ثقب لآذان النساء لوضع الأقراط الخ (۲۲۳)

یعنی، مخلوقات میں ایسا تصرف کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے اِذن عطا فرمایا ہے اور وہ تصرّف کہ جو اچھے معنی میں داخل ہے تغییر خلق سے نہیں ہے، پس ختنہ کرنا (بظاہر) تغییر خلق اللہ سے ہے لیکن وہ فوائد صحیّہ کے لئے ہے، اسی طرح بال منڈوانا کسی ضرر کے دفع کرنے کے لئے ہے اور ناخن تراشنا ہاتھوں سے کام میں آسانی حاصل کرنے کے فائدے کے لئے ہے اسی طرح عورتوں کے کانوں میں سوراخ کرنا بالیوں (وغیرہ) کے لئے ہے۔

اور علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

و خصّ من تغيير خلق اللّٰه تعالىٰ الختان، ...... و خضب اللّحية و قصّ ما زاد على السنّة و نحو ذلك (۲۲۴)

یعنی، تغییر خلق اللہ ختنہ کرانے کو...... اور داڑھی رنگنے کو اور اُسے سنّت سے زائد کاٹنے وغیرہ ذالک کو خاص کیا ہے۔

۲۲۳۔ تفسیر ابن عاشور، سورة النساء، الآیة: ۱۱۹، ۲۵۸/٤

۲۲۴۔ تفسیر روح المعانی، سورة النساء، الآیة: ۱۱۹، ۱۹۰/۵

۲۔ضبطِ تولید کے مباح طریقے

فی زمانہ ضبطِ تولید کے متعدد طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، ضرورت پائے جانے کے وقت جو بھی طریقہ اپنایا جائے اس میں دو اصول مدِّ نظر رکھنا ضروری ہیں کہ (۱) نظریہ فاسد نہ ہو یعنی خشیتِ افلاس اور لڑکیوں کی پیدائش سے احتراز کی نیت نہ ہو اور اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے، (۲) وہ وقتی اور عارضی ہو اس سے قوتِ تولید ہمیشہ کے لئے ختم نہ ہو، چنانچہ مفتی جلال الدین امجدی حنفی لکھتے ہیں:

> کسی جائز مقصد کے پیش نظر ضبطِ تولید کے لئے کوئی دوا یا ربڑ کی تھیلی استعمال کرنا جائز ہے لیکن کسی عمل کے ذریعے قوتِ تولید ہمیشہ کے لئے ختم کرنا کسی طرح جائز نہیں۔(۲۲۵)

اور مفتی محمد وقار الدین حنفی لکھتے ہیں:

> ایسی دوائیں استعمال کی جائیں کہ جب تک دوا کا استعمال جاری رہے گی، حمل قرار نہیں پائے گا اور جب دوا بند کر دی جائے تو حمل قرار پا سکتا ہو۔(۲۲۶)

اور ہمارے علم کے مطابق استقرارِ حمل کو روکنے کے لئے عارضی طریقے درج ذیل ہیں:

ا۔گولیاں کھانا:

یہ غالباً تیس عدد گولیاں جن میں اکیس عدد سفید رنگ کی اور سات عدد بھورے رنگ کی ہوتی ہیں اور ڈاکٹر حضرات عورت کو ماہواری کے پہلے روز سے لگاتار استعمال کرواتے ہیں اور انہیں ہر ماہ مسلسل استعمال کرنا ہوتا ہے۔

۲۔نارپلانٹ:

یہ چھ عدد کیپسول کھال کے نیچے بازوں پر لگاتے ہیں، بقول ڈاکٹر حضرات کے

۲۲۵۔ فتاویٰ فیض الرسول، کتاب الحظر و الاباحۃ، ۲/ ۵۸۰

اس کے اثرات پانچ سال تک رہتے ہیں لیکن کیپسول نکالنے کے بعد عورت فوراً حاملہ ہو سکتی ہے۔

۳۔ انجکشن لگوانا:

اور انجکشن دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو ہر دو ماہ بعد لگوایا جاتا ہے، اور (۲) دوسرا وہ جو ہر تین ماہ بعد لگوایا جاتا ہے۔

۴۔ کاپرٹی:

یہ کوئی ایسی چیز ہے جسے عورت کے رحم میں رکھتے ہیں جو دس سال تک رحم میں رہ سکتی ہے، اس کے بعد اسے تبدیل کرنا پڑتا ہے گویا یہ دس سال تک حمل نہ ٹھہرنے میں مؤثر ہے لیکن اس کے بعد یا اس کے نکلوانے کے بعد عورت حاملہ ہو سکتی ہے۔

۵۔ ملٹی لوڈ:

یہ ایک قسم کی نرم اور چھوٹی ٹیوب ہے جو ماہواری کے دوران بچہ دانی میں رکھتے ہیں اور یہ طریقہ پانچ سال تک مؤثر ہوتا ہے، اس مدت کے بعد یا اس کو نکلوانے کے بعد استقرار حمل ہو سکتا ہے۔

۶۔ کنڈوم:

یہ غبارہ یا لیدر ہے جسے مرد اپنے عضوِ تناسل میں پہن کر صحبت کرتا ہے تو مرد و عورت کے مادۂ تولید آپس میں مل نہیں پاتے جس کی وجہ سے استقرارِ حمل نہیں ہو پاتا۔

گولیوں، انجکشن اور نار پلانٹ وغیرہا کے ذریعے وقتی طور پر استقرار حمل ہوتا ہے اور کاپرٹی، ملٹی لوڈ، رِنگ وغیرہا کے ذریعے رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے، یہ تمام صورتیں اگرچہ شرعاً جائز ہیں مگر طبی لحاظ سے مُضر اور نقصان دہ ضرور ہیں۔

اور عزل (یعنی صحبت کے وقت اپنا مادہ منویہ باہر خارج کرنا) اور کنڈم (غبارے)

کا استعمال کہ جس میں مادہ منویہ رحم میں داخل نہ ہو دونوں سے مقصود ایک ہی ہے کہ استقرارِ حمل سے روکتا ہے اور اُن میں طبی لحاظ سے نقصان وضرر بہت کم ہے۔(۲۲۷)

لیکن یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمانا چاہے تو ساری کی ساری تدبیریں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور اولاد پیدا ہو جاتی ہے اور مشاہدہ ہے کہ کبھی کبھار گولیاں وغیرہا مانع حمل ادویات کے استعمال کے باوجود بھی حمل ٹھہر جاتا ہے اور کبھی رحم کا منہ بند کرنے کے طریقے اختیار کرنے کے باوجود مادہ منورہ کے قطرے رحم میں داخل ہو جاتے ہیں پھر لوگوں کو سنا گیا ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ دوائی استعمال کی، ہم نے انجکشن لگوائے پھر بھی حمل ٹھہر گیا اور بعض اوقات کنڈوم (غبارہ) پھٹ جاتا ہے اور قطرے رحم میں چلے جاتے ہیں اور عزل کرتے کرتے کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آدمی سے اپنے عضوِ تناسل کو نکالنے میں معمولی تاخیر ہو جاتی ہے اور مادہ منویہ رحم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے مُخبر صادق ﷺ نے فرمایا:

"مَا كَتَبَ اللّٰهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَتَكُوْنُ" (۲۲۸)

یعنی، قیامت تک اللہ تعالیٰ نے جس روح کو پیدا کرنے کے بارے میں لکھ دیا ہے وہ پیدا ہو کر ہی رہے گی۔

اور فرمایا:

وَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ (۲۲۹)

یعنی، جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہے تو اُسے کوئی چیز روک نہیں

۲۲۷۔ ضبطِ تولید کی صورتوں کے بارے میں تفصیل کے لئے "مفید مشورہ جناح ہسپتال بہبود آبادی" "چابی" نامی کیسٹ یا حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب اعظمی کا تحریر کردہ رسالہ "برتھ کنٹرول کی شرعی حیثیت" کا مطالعہ کیجئے۔

۲۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، برقم:۱۲۵ (۱۴۳۸)، ص ۵۴۰

سکتی۔

لہٰذا جب وہ مالک پیدا کرنا چاہتا ہے تو دوائیں کھانے کے باوجود اثر نہیں کرتیں، رحم کا منہ بند کرنے والی صورتیں بیکار ہو جاتی ہیں، کنڈوم پھٹ جاتے ہیں، عزل کی تدبیر بھی کام نہیں آتی۔

ایک شخص نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی باندی سے عزل کرنے کا ذکر کیا (یعنی اس کا حکم دریافت کیا) تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اگر چاہو تو اس سے عزل کر لو جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا:

اللہ تعالیٰ جس چیز کو پیدا کرنا چاہے تیرا عزل کرنا اُسے روک نہیں سکتا۔

کچھ دنوں بعد وہ شخص آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! جس باندی کا میں نے ذکر کیا تھا وہ حاملہ ہو گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

میں نے تم سے کہا کہ جو تقدیر میں ہونے والا ہے وہ ہو جائے گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ سُن کر فرمایا:

میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (۲۳۰)

بہر حال تدبیر سے منع نہیں ہے تدبیر انسان کرتا ہے اور ہونا وہی ہے جو تقدیر میں ہے اگر ایسی تدبیر کرنا منع ہوتا کہ جس سے استقرارِ حمل نہ ہو تو نبی ﷺ اس سے روک دیتے، آپ ﷺ نے روکا نہیں بلکہ فرمایا:

"اِعْزِلْ عَنْهَا إِنْ شِئْتَ" (۲۳۱)

یعنی، اگر تم چاہو تو اس سے عزل کر لو۔

اور یہ کلمات بھی ایک روایت میں مذکور ہیں:

۲۳۰۔ صحیح مسلم، برقم: ۱۳۴۔ ۱۳۵ (۱۴۳۹)، ص ۵۴۱

۲۳۱۔ صحیح مسلم، برقم: ۱۳۴ (۱۴۳۹)

"اِصْنَعُوا مَا بَدَالَكُمْ" (۲۳۲)

یعنی، تم وہ کرو جو تمہیں بہتر لگے یا تمہارے لئے ظاہر ہو۔

ضبطِ تولید اللہ عزّ وجلّ کی رزّاقیت کے خلاف نہیں

جس طرح روزی کے حصول کے لئے ذرائع اور اسباب اختیار کرنا اللہ عزّ وجلّ کی رزّاقیت پر بھروسے کے خلاف نہیں، اور مستقبل کے لئے پونجی جمع رکھنا اس کی رزّاقیت پر توکّل کے خلاف نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (۲۳۳)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ (کنزالایمان)

اسی طرح صالح نظریے اور صالح ضرورت کے پائے جانے کے وقت ضبطِ تولید بھی اللہ تعالیٰ کی رزّاقیت پر توکّل کے خلاف نہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عزل کرنا سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے، اور ان متوکّلین صادقین کے بارے میں کوئی مسلمان یہ سوچنے کی جسارت بھی نہیں کر سکتا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی رزّاقیت پر بھروسہ نہ تھا۔

ضبطِ تولید تقدیر پر ایمان کے خلاف نہیں

جیسے ہم بیمار ہو جائیں تو علاج کرواتے ہیں، پریشانی ہو تو دعا کرتے ہیں حالانکہ ہمارا ایمان ہے کہ ہوگا وہی جو تقدیر میں ہے، ہماری تقدیر میں صحت نہیں ہے تو لاکھ علاج کروانے سے بھی مرض نہیں جائے گا، پریشانی ہمارا مقدر ہے تو ہزارہا دعاؤں سے بھی وہ پریشانی دُور نہیں ہوگی، باوجود اس کے علاج بھی کرواتے ہیں اور اپنے مصائب اور پریشانیوں میں اللہ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں دعا بھی کرتے ہیں۔ تو جس طرح بیماری میں

۲۳۲۔ المسند للإمام أحمد، برقم: ۱۱۴۵۸، ۱۲۱/٤، ۱۲۲ (۴۷/۳)

۲۳۳۔ هود: ۶/۱۱

ہمارا علاج کروانا اور پریشانیوں میں دعائیں کرنا تقدیر پر ایمان کے خلاف نہیں اسی طرح ضرورت ہو تو ضبطِ تولید کرنا بھی تقدیر پر ایمان کے خلاف نہیں ہے، یہ بھی دیگر تدابیر کی طرح ایک تدبیر ہے اور یہ تدبیر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھی منقول ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا تو کیا کوئی مسلمان یہ جرأت کرسکتا ہے کہ وہ اُن نفوس قدسیہ کے بارے میں کہے کہ معاذ اللہ! انہیں تقدیر پر ایمان نہ تھا، جیسا مضبوط ایمان ان کا تھا قیامت تک کسی کا نہ ہوگا اور پھر تقدیر پر تکیہ کرتے ہوئے تدبیر کو ترک کرنا اسلام نے مذموم قرار دیا ہے۔

ضبطِ تولید کی ترغیب

بعض لوگ اگرچہ اس کی ترغیب کو اچھا جانتے ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے لیکن اگر اس باب میں وارد احادیث و آثار پر غور کریں تو انہیں اپنے اس نظریے پر شرمندہ ہونا پڑے گا کیونکہ نبی ﷺ کی بارگاہ میں جب بھی یہ سوال ہوا تو آپ نے جواب میں جو کلمات ارشاد فرمائے اور وہ ہم تک بروایات صحیحہ پہنچے وہ مندرجہ ذیل ہے:

"لَا عَلَیْکُم أَنْ لَا تفْعَلُوا" (۲۳۴)

"مَا عَلَیْکُم اَنْ لَا تفْعَلُوا" (۲۳۵)

۲۳۴۔ صحیح مسلم، برقم: ۱۲۵، ۱۲۸ (۱۴۳۸)، ص ۵۴۰

أیضاً صحیح البخاری، برقم: ۲۲۲۹

أیضاً السُّنَنُ الکُبریٰ للنسائی، برقم: ۵۴۸۶۔ ۲

أیضاً سُنَن المجتبیٰ، برقم: ۳۳۲۷

أیضاً المُسنَد، برقم: ۱۱۶۶۸، ۱۷۱/۴ (۶۸/۳) و برقم: ۱۱۷۰۸، ۱۸۱/۴ (۷۲/۳)

أیضاً السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، برقم: ۱۴۳۰۰، ۳۷۴/۷۔

أیضاً تقریب البُغیة، برقم: ۲۱۶۳، ۲۴۹/۲

۲۳۵۔ المُسنَد للإمام أحمد، برقم: ۱۱۶۷۰، ۱۷۱/۴، ۱۷۲ (۶۸/۳)

أیضاً السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، برقم: ۱۴۳۰۸، ۳۷۴/۷

أیضاً جامع المَسَانید و السُّنَن، برقم: ۴۳۲، ۴۳۳، ۲۰۳/۳۳

یعنی، نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔

"لا عَلیکُم اَن لا تفعلُوا ذاکُم" (۲۳۶)

یعنی، ایسا نہ کرو تو کیا حرج ہے یا کوئی حرج نہیں۔

علامہ ابوالحسن کبیر سندھی حنفی "لا علیکم" کے تحت لکھتے ہیں:

اس میں اشارہ ہے ترک عزل احسن ہے۔(۲۳۷)

"لِمَ یفعَلُ ذٰلِکَ أحدُکُم؟" (۲۳۸)

یعنی، تم میں سے کوئی ایسا کیوں کرتا ہے؟

"لِمَ تفعَلُ ذٰلِکَ؟" (۲۳۹)

یعنی، تم ایسا کیوں کرتے ہو؟

"وَ إنَّکُم لَتفعَلُونَ، إنَّکُم لَتفعَلُونَ، إنَّکُم لَتفعَلُونَ؟ (۲۴۰)

یعنی، تم ضرور کروگے، تم ضرور کروگے، تم ضرور کروگے؟

"إنَّکُم لَتفعَلُونَ ذٰلِکُم، لا عَلَیکُم اَن لا تفعَلُوا ذٰلِکُم" (۲۴۱)

"أوَ تفعَلُونَ ذٰلِکَ؟ لا عَلَیکُم أن لا تفعَلُوا" (۲۴۲)

۲۳۶۔ صحیح مسلم، برقم:۱۲۹، ۱۳۰ (۱۴۳۸)، ص ۵۴۰

۲۳۷۔ المسند للإمام أحمد، برقم:۱۱۴۵۸، ۱۲۱/۴، ۱۲۲ (۴۷/۳)

۲۳۸۔ صحیح مسلم، برقم:۱۳۲ (۱۴۳۸)، ص ۵۴۱

أیضاً سُنَن أبی داؤد، برقم:۲۱۷۰، ۴۳۰/۲

أیضاً سُنَن الترمذی، برقم:۱۱۳۸، ۲۰۸/۲، ۲۰۹

أیضا السُّنَنُ الکُبریٰ للبیهقی، برقم:۱۴۳۰۷، ۳۷۳/۷

۲۳۹۔ صحیح مسلم، برقم:۱۴۳ (۱۴۴۳)، ص ۵۴۲، ۵۴۳

۲۴۰۔ صحیح مسلم، برقم:۱۲۷ (۱۴۳۸)، ص ۵۴۰

أیضاً السُّنَنُ الکُبریٰ، برقم:۱۴۳۰۹، ۳۷۴/۷

۲۴۱۔ المسند، برقم:۱۱۸۶۱، ۲۲۲/۴، (۸۸/۳)

أیضاً جامع المَسَانید و السُّنَن، برقم:۴۳۱، ۲۰۳/۳۳

۲۴۲۔ جامع المسانید و السنن، برقم:۵۲۳، ۵۴۵/۳۳

یعنی، کیا تم ایسا کرو گے؟ نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔

"أَنْتَ تخلقهُ؟ انْتَ ترزُقُهُ؟" (٢٤٣)

یعنی، تم اسے پیدا کرو گے؟، تم اسے کھلاؤ گے؟۔

اِن اور اِن کی مثل ارشادات سے یہی واضح ہوتا ہے کہ عزل (یاضبطِ تولید) اسلام میں مرغوب امر نہیں ہے یہ تو بعض صحابہ کرام نے اپنی ضرورت و حاجت پیش کر کے نبی ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اُسے ان کے لئے:

"أَعْزِلُ إِنْ شِئْتَ" (٢٤٤)

یعنی، اگر تم چاہو تو اس سے عزل کرو۔

اور

"اصْنَعُوا مَا بَدَالَكُمْ" (٢٤٥)

یعنی، تم وہ کرو جو تمہیں بہتر لگے۔

کے کلمات اراشاد فرما کر مُباح فرمایا، انہیں رُخصت عطا کی، پھر اس کی اباحت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین بھی اختلاف رہا، اور بعض اسے ناپسندیدہ امر قرار دیتے تھے جیسے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم وغیرھم۔ اگرچہ وہ اسے ناجائز و حرام قرار نہیں دیتے تھے جیسا کہ آثارِ صحابہ سے واضح ہے اور ائمہ مجتہدین نے اسے بیوی کی اجازت کے ساتھ مشروط جائز قرار دیا لیکن بعض نے مکروہ کہا۔

اگر کوئی یہ سوچے کہ ایک چیز مُباح ہو اور ناپسندیدہ بھی ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسے ہے جیسے طلاق کہ ایک مُباح امر بھی ہے اور ناپسندیدہ بھی جب کہ

٢٤٣۔ المُسْنَد، برقم:١١٥٢٣، ٤/٣٧ (٣/٥٣)، برقم:١١١٩٣١، ٤/٢٣٩ (٣/٩٦)
أيضاً جامع المَسَانيد و السُّنَن، برقم:١٢١، ١٢٢، ١٢٣، ٣٣/٦٠

٢٤٤۔ صحيح مسلم، برقم:١٣٤ (١٤٣٩)، ص ٥٤١
أيضاً سُنَن أبي داؤد، برقم:٢١٧٣، ٢/٤٣١، ٤٣٢

٢٤٥۔ المُسْنَد للإمام أحمد، برقم:١١٤٥٨، ٤/١٢١، ١٢٢ (٣/٤٧)

بلا وجہ ہو کہ اس کے بارے میں صریح حدیث موجود ہے:

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ" (٢٢٦)

یعنی، حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

اور اسی عمل کے بارے میں احادیث میں ''زندہ در گور کرنا'' مذکور ہے اگرچہ صحابہ، تابعین وائمہ مُجتہدین ومُحدّثین اس کے برخلاف اسے جائز کہتے ہیں اور علما، فقہاء و مُحدّثین نے اس حدیث کے متعدّد جوابات دیئے ہیں۔

لٰہذا اس عمل کی طرف رغبت دلانا درست نہیں کیونکہ یہ رُخصت ہے اور رُخصتوں کی ترویج اور ان کی ترغیب ان کی منشاء کے خلاف ہے۔

اعتراض: ابن حزم ظاہری نے حدیث جذامہ بنت وہب سے استدلال کرتے ہوئے عزل (یا ضبطِ تولید) کو حرام قرار دیا ہے۔(٢٤٧)

جواب: اور حدیثِ جذامہ (ان کے نام میں اختلاف ہے، بعض نے دال مہملہ کے ساتھ ''جدامہ'' کہا اور بعض نے ذال معجمہ کے ساتھ ''جذامہ'' کہا) بنت وہب رضی اللہ عنہا یہ ہے کہ امام مسلم (٢٤٨) نے حدیث ابی الأسود از عروہ از عائشہ از جذامہ بنت وہب اُختِ عکاشہ روایت کیا:

حَضَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ أُنَاسٍ ...... الحدیث، و فیه: ثُمَّ سَأَلُوْهُ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "ذٰلِکَ الْوَأْدُ الْخَفِیُّ"۔ و اللفظ لمسلم (٢٤٩)

٢٤٦۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الطلاق، باب کراهیة الطلاق، برقم: ٢١٧٧، ٤٣٨/٢

٢٤٧۔ فتح الباری، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ٥٢١٠، ٣٨٥/٩

٢٤٨۔ صحیح مسلم، کتاب، النکاح، باب تحریم وطء الحاملِ المَسْبِیَّةِ، برقم: ١٤١(١٤٤٢)

٢٤٩۔ امام مسلم کے علاوہ حدیثِ جُدامہ کو امام ابوداؤد نے اپنی "سُنَن" (کتاب، باب، برقم: ٣٨٨٢) میں، امام نسائی نے "سُنَن المجتبیٰ" (کتاب النکاح، باب الغِیلة، برقم: ٣٣٢٦، ٧٩/٦/٣) میں روایت کیا لیکن امام نسائی کی روایت میں عزل کا ذکر نہیں ہے۔

امام بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں اس حدیث سے ابراہیم نخعی، سالم بن عبداللہ، اسود بن یزید اور طاؤس نے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ عزل مکروہ ہے کیونکہ نبی ﷺ عزل کو زندہ درگور کرنا فرمایا، فرق صرف یہ ہے کہ یہ خفی ہے، کیونکہ جو شخص اپنی بیوی سے عزل کرتا ہے اور اولاد سے احتراز کے لئے کرتا ہے اس لئے اس کا نام ''مَوءدۃ صُغریٰ'' (زندہ درگور کرنا صُغریٰ) رکھا گیا اور زندہ درگور کُبریٰ یہ ہے کہ لڑکی کو زندہ دفن کر دیا جائے، زمانۂ جاہلیت میں جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہو جاتی تو اُسے زندہ مٹی میں دفن کر دیتے۔(۲۵۰)

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں یہ حدیث (جذامہ بنت وہب) ان دو حدیثوں کے معارض ہے جن کی ترمذی (۲۵۱) اور نسائی نے بسند صحیح تخریج فرمائی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَتْ لَنَا جَوَارِیُ، وَ كُنَّا نَعْزِلُ، فَقَالَتِ الْيَهُوْدُ: إِنَّ تِلْكَ الْمَوْؤُدَةُ الصُّغْرٰى، فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ''كَذَبَتِ الْيَهُوْدُ، لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَهُ لَمْ تَسْتَطِعْ رَدَّهُ''

یعنی، ہمارے پاس باندیاں تھیں ہم اُن سے عزل کرتے تھے تو یہود نے کہا یہ چھوٹا زندہ درگور کرنا (یعنی حکماً زندہ درگور کرنا) ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہود جھوٹ بولتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ بچہ پیدا فرمانا چاہے تو تم اُسے روک نہیں سکتے''۔

اور امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عمر، براء، ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔

۲۵۰۔ عمدة القاری، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۵۲۰۸، ۱۸۲/۱۴

۲۵۱۔ سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی العزل، برقم:۱۱۳۶، ۲۰۸/۲

اور ''سنن نسائی'' میں ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے اور یہ طُرق ہیں جو ایک دوسرے کو قوی کرتے ہیں۔(۲۵۲)

امام ابو داود (۲۵۳) اور امام نسائی (۲۵۴)، امام احمد (۲۵۵) اور امام بیہقی (۲۵۶) روایت کرتے ہیں:

عن أبی سعید الخدری قال: جاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ إِنَّ لِی وَلِیْدَةً وَ أَنَا أَعْزِلُ عَنْهَا، وَ أَنَا أُرِیْدُ مَا یُرِیْدُ الرَّجُلُ، وَ إِنَّ الْیُهُوْدَ زَعَمُوْا أَنَّ الْمَوْءُوْدَةَ الصُّغْرَی الْعَزْلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ''کَذَبَتْ یَهُوْدُ، لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ یَخْلُقَهُ لَمْ تَسْتَطِعْ أَحَدٌ أَنْ یَّصْرِفَهُ''۔ واللفظ للنسائی (۲۵۷)

یعنی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی بارگاہ میں آیا، عرض کرنے لگا کہ میری ایک باندی ہے میں اس سے عزل کرتا ہوں، میں بھی وہی چاہتا ہوں جو ایک مرد چاہتا ہے اور یہود کا خیال ہے کہ حکماً زندہ در گور (یعنی دفن) کرنا عزل ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود جھوٹ بولتے ہیں، بے شک اللہ جب اُسے پیدا کرنے کا ارادہ فرمائے تو کسی میں طاقت نہیں کہ اُسے اس کے ارادے سے پھیر سکے''۔

۲۵۲۔ فتح الباری، کتاب النکاح، باب العزل، ۳۸۵/۹

۲۵۳۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:۲۱۷۱، ۲/۴۳۰، ۴۳۱

۲۵۴۔ سُنَن الکُبریٰ للنسائی، کتاب عشرة النساء، باب العزل و ذکر اختلاف الناقلین للخبر ذلك، برقم:۹۰۷۹، ۲/۳۴۱/۵

۲۵۵۔ المسند للإمام أحمد، برقم:۱۱۴۹۷، ۱۳۰/۴، (۵۱/۳)

۲۵۶۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۱۴۳۱۴، ۳۷۵/۷

۲۵۷۔ جامع المَسَانید و السُّنَن، مسند أبی سعید الخدری رضی الله عنه، برقم:۲۳۰، ۱۰۹/۳

امام احمد کی حضرت ابوسعید سے دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ: "كَذَبَتِ الْيَهُودُ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَهُ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَرُدَّهُ" (۲۵۸)

یعنی، نبی ﷺ نے فرمایا: "یہود جھوٹ بولتے ہیں جب اللہ تعالیٰ بچے کو پیدا کرنا چاہے تو تم میں طاقت نہیں کہ تم اُسے روک سکو"۔

بزار کی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُونَ: إِنَّ الْعَزْلَ الْمَوْءُودَةُ الصُّغْرَى، فَقَالَ: "كَذَبَتِ يَهُودُ"

یعنی، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یہود کہتے ہیں کہ عزل حکماً زندہ درگور (یعنی دفن) کرنا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہود جھوٹ بولتے ہیں"۔

علامہ ہیثمی لکھتے ہیں کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں موسیٰ بن وردان ہے اور وہ ثقہ ہے اور اُسے ضعیف (بھی) قرار دیا گیا ہے اور اس کے بقیہ رجال ثقات ہیں۔(۲۵۹)

اور بزار کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے:

أَنَّ الْيَهُودَ كَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ الْعَزْلَ هُوَ الْمَوْءُودَةُ الصُّغْرىٰ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: "كَذَبَتْ يَهُودُ"

۲۵۸۔ المُسنَد للإمام أحمد، برقم:۱۱۵۲۲، ۱۳۶/۴ (۵۳/۳)
أيضاً جامع المَسانيد و السُّنَن، مسند أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه، برقم:۲۲۹، ۱۰۸/۳۳، ۱۰۹

۲۵۹۔ مجمع الزوائد، كتاب النكاح، باب ما جاء فى العزل، برقم:۷۵۸۲، ۳۹۰/۴
أيضا جامع المَسانيد و السُّنَن، مسند أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه، برقم:۱۱۱۸، ۵۱۳/۳۳

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہود کہتے تھے کہ عزل حکماً زندہ درگور (یعنی دفن) کرنا ہے، تو یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہود جھوٹ بولتے ہیں''۔

علامہ ہیثمی لکھتے ہیں اسے بزار نے روایت کیا ہے اس کے تمام رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے اسماعیل بن مسعود کے اور وہ ثقہ نہیں۔(۲۶۰)

اور اس روایت کو علامہ ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے۔(۲۶۱)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَنِ الْعَزْلِ؟ قَالُوا: إِنَّ الْيَهُودَ تَزْعَمُ الْمَوْءُودَةُ الصُّغْرىٰ، فَقَالَ: كَذَبَتِ الْيَهُودُ'' و اللفظ للبيهقي (۲۶۲)

یعنی، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے عزل کا حکم دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ یہود گمان کرتے ہیں کہ یہ حکماً زندہ درگور (یعنی دفن) کرنا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہود نے جھوٹ بولا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے عزل کی ''موٗودۃ صغریٰ'' قرار دیا، علامہ ہیثمی لکھتے ہیں کہ آپ نے اس سے رجوع فرمالیا تھا۔(۲۶۳)

کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عزل کرنے کی روایت بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، علامہ ہیثمی نے لکھا کہ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت

۲۶۰۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:۷۵۸۱، ۳۹۰/۴

۲۶۱۔ تتمه جامع المَسَانيد و السُّنَن، مسند أبي هريرة رضى الله عنه، برقم: ۵۵۵۷۔ ۱۰۳۱، ۳۸۱/۳

۲۶۲۔ السُّنَن الكُبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح، باب العزل، رقم:۱۴۳۱۵، ۳۷۵/۷
أيضاً عمدة القاري، كتاب النكاح، باب العزل، برقم:۵۲۰۸، ۱۸۲/۱۴

۲۶۳۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:۷۵۸۳، ۳۹۰/۴

کیا ہے اور اس کے رواۃ ثقات ہیں۔(۲٦٤)

اور امام بیہقی نے حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے عزل کی کراہت روایت کرنے کے بعد لکھا:

رَوَيْنَا عنهما الإباحةَ (٢٦٥)

یعنی، ہم نے ان دونوں سے اباحت روایت کی ہے۔

اور اس میں موسیٰ بن وردان ہے اور وہ ثقہ ہے اور اُسے ضعیف (بھی) قرار دیا گیا ہے اور اس کے بقیہ رجال ثقات ہیں۔(۲٦٦)

اور امام بیہقی لکھتے ہیں کہ عزل کی اباحت عوام الصحابہ رضی اللہ عنہم سے (بھی) مروی ہے۔(۲٦٧)

اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی تائید جلیل القدر صحابہ کی ایک جماعت کا مندرجہ ذیل مباحثہ بھی کرتا ہے چنانچہ امام ابو یعلی وغیرہ نے عبید بن رفاعہ عن أبیہ سے مسنداً روایت کیا کہ:

جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ وَ الزُّبَيْرُ وَ سَعْدٌ فِيْ نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَتَذَاكَرُوا الْعَزْلَ، فَقَالُوْا: لَا بَأْسَ بِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، إِنَّهُمْ يَزْعَمُوْنَ أَنَّهَا الْمَوْءُوْدَةُ الصُّغْرٰى، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا تَكُوْنُ مَوْءُوْدَةٌ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْهَا التَّارَاتُ السَّبْعُ: حَتّٰى تَكُوْنَ سَلَالَةً مِنْ طِيْنٍ، ثُمَّ تَكُوْنَ نُطْفَةً، ثُمَّ تَكُوْنَ عَلَقَةً، ثُمَّ تَكُوْنَ مُضْغَةً، ثُمَّ تَكُوْنَ عِظَامًا، ثُمَّ تَكُوْنَ لَحْمًا، ثُمَّ تَكُوْنَ

٢٦٤۔ مجمع الزوائد، برقم: ٧٥٨٤، ٤/٣٩٠، ٣٩١

٢٦٥۔ السُّنَن الكُبرىٰ للبيهقي، ٣٧٧/٧

٢٦٦۔ مجمع الزوائد، كتاب النكاح، باب ما جاء في العزل، برقم: ٧٥٨٢، ٤/٣٩٠

٢٦٧۔ السُّنَن الكُبرىٰ للبيهقي، ٣٧٤/٧

خَلقًا آخرَ، فَقَالَ عُمَرُ: صَدَقْتَ، أَطَالَ اللّٰهُ بَقَائَکَ (۲۶۸)

یعنی، حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے پاس حضرت عمر، علی، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت میں بیٹھے، پس آپس میں عزل کا ذکر ہوا تو صحابہ کرام نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں، تو (حاضرین میں سے) ایک شخص نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں (یا یہود کہتے ہیں) کہ عزل ''موودۃ صغریٰ'' (کم درجہ کا زندہ درگور یعنی دفن) کرنا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''موءُودۃ صغریٰ'' نہیں ہے جب تک اس پر سات اَدوار نہ گزر جائیں یہاں تک کہ وہ (۱) سلالہ، (۲) نطفہ، (۳) علقہ، (۴) مضغہ، (۵) عظام، (۶) لحم (۷) خلق آخر ہو، (یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا آپ نے سچ کہا اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔(۲۶۹)

امام ابو جعفر طحاوی حنفی روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عدی نے بیان کیا:

قَالَ تَذَاکَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ الْعَزْلَ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ، فَقَالَ عُمَرُ: قَدِ اخْتَلَفْتُمْ وَ أَنْتُمْ أَهْلُ بَدْرِ الْخِيَارِ، فَكَيْفَ بِالنَّاسِ بَعْدَكُمْ؟ إِذْ تَنَاجَى رَجُلَانِ،

۲۶۸۔ فتح القدیر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/۳۷۰۹

۲۶۹۔ ان سات اَدوار کا ذکر قرآن کریم کی سورہ مؤمنون کی مندرجہ ذیل تین آیات میں ہے:

﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔

فَقَالَ عُمَرُ: مَا هٰذِهِ الْمُنَاجَاةُ؟ قَالَ: إِنَّ الْيَهُوْدَ تزعم أَنَّها الْمَوْؤُدَةُ الصُّغرىٰ، فَقَالَ عَلِيٌّ رضی الله عنه: إِنَّهَا لا تَكُوْنُ مَوْؤُدَةً حَتّٰى تَمُرَّ بِالتَّارَاتِ السَّبعِ: ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ﴾ الٰى آخر الآية، فَعَجِبَ عُمَرُ رضی الله عنه مِنْ قَوْلِهِ، و قَالَ جَزَاکَ اللّٰهُ خَيْرًا (۲۷۰)

یعنی، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عزل کا ذکر کیا، پس اُن کا اس میں اختلاف ہوا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اختلاف کیا حالانکہ تم اہلِ بدر ہو، تو تمہارے بعد لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ اس وقت دو اشخاص نے آپس میں سرگوشی کی تو حضرت عمر نے فرمایا یہ سرگوشی کیا ہے؟ تو (ان میں سے ایک نے) کہا یہود گمان کرتے ہیں کہ یہ (عزل) کم درجہ کا زندہ درگور کرنا ہے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زندہ درگور کرنا نہیں ہے یہاں تک کہ اس پر سات اَدوار گزر جائیں (پھر آپ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی) ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ﴾ الٰى آخر الآية تو حضرت عمر نے آپ کے اس قول کو پسند فرمایا اور (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: جزاک اللہ خیراً (اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے)۔ (۲۷۱)

۲۷۰۔ تحفة الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار، کتاب النکاح، باب بیان مشکل ما روی عن رسول الله ﷺ فی العزل الخ، برقم: ۲۲۲۱، ۳/۶۲۶، ۶۲۷
أیضاً شرح معانی الآثار، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۴۳۵۰، ۳/۳۲

۲۷۱۔ اس روایت کی تخریج امام طحاوی نے اس سند سے کی کہ یزید بن أبی عن معمر بن أبی حبیبه قال سمعتُ عبید بن رفاعه الأنصاری...... فذکره، اور اس کی سند میں ابن لھیعہ ہیں لیکن ان سے روایت کرنے والے عبد اللہ بن یزید مقری ہیں جو اُن عبادلہ ثلاثہ میں سے ہیں کہ

امام ابو جعفر طحاوی حنفی (۲۷۲) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۲۷۳) روایت کرتے ہیں کہ

عن ابن أبی ملیکة، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ اَتَاهُ اُنَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ، یَسْأَلُوْنَهُ عَنِ الْعَزْلِ، وَ هُمْ یَرَوْنَ اَنَّهُ الْمَوْؤُدَةُ...... الحدیث، ثُمَّ قَالَ: اِنَّهُ یَكُوْنُ نُطْفَةً، ثُمَّ دَمًا، ثُمَّ عَلَقَةً، ثُمَّ مُضْغَةً، ثُمَّ یَكُوْنُ عَظْمًا، ثُمَّ یُكْسٰی لَحْمًا ثُمَّ یَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ حَتّٰی یُنْفَخَ فِیْهِ الرُّوْحُ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ﴾ (۲۷۴)۔ واللفظ للطحاوی

یعنی، ابن ابی مُلَیکہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (۲۷۵) کے پاس اہلِ عراق سے لوگ آئے آپ سے عزل کے بارے میں پوچھا اور وہ اسے زندہ درگور کرنا سمجھتے تھے...... پھر فرمایا وہ (۱) نُطفہ ہوتا ہے، پھر (۲) خون، پھر (۳) علَقہ، پھر (۴) مُضغہ، پھر

جنہوں نے ابن لھیعہ سے ان کے اختلاط سے قبل روایات لیں، اور اس روایت کی متابعت بھی کی گئی ہے کہ امام طحاوی نے دوسری وجہ از معمر، از عبداللہ بن عدی بن خیار الخ سے روایت کیا اور اس کے تمام راوی ثقہ ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس کی مثل روایت کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر امام طحاوی نے حضرت ابن عباس سے مسنداً روایت کیا کہ جس کے رواۃ ثقہ ہیں۔

۲۷۲۔ تحفة الأخیار بترتیب مشکل الآثار، برقم: ۲۲۲٤، ۳/۶۲۸

۲۷۳۔ السُّنَن الكُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۱٤۳۰، ۷/۳۷۶

۲۷٤۔ المؤمنون: ۱٤/

۲۷۵۔ حضرت ابن عباس سے عزل کو "وأدِ الأصغر" (کم درجہ کا زندہ درگور کرنا) بھی منقول ہے، اگرچہ حضرت ابن عباس کا عزل کے بارے میں یہ تفصیلی جواب اور آپ کا قرآن کریم سے استدلال اور آپ سے مروی دیگر روایات کہ جن میں آپ کا عزل کرنا مذکور ہے سب کے سب اس نقل کے مخالف ہیں، پھر بھی اس کا جواب امام غزالی نے یہ دیا ہے آپ نے پہلے ایک اعتراض قائم فرمایا کہ اگر تو کہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ عزل "وأدِ الأصغر" ہے پس اس سبب سے عزل کا پایا جانا ممنوع

(۵) عظماً، پھر (۶) اُسے گوشت (کا لباس) پہنایا جاتا ہے، پھر (۷) جو اللہ تعالیٰ چاہے، یہاں تک کہ اس میں روح پھونکی جاتی ہے، پھر آپ نے (دلیل کے طور) یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ﴾

اسی طرح امام عبد الرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس اثر کو روایت کیا ہے۔ (۲۷۶)

ان روایات کے تحت امام ابو جعفر طحاوی لکھتے ہیں:

فهذا علی و ابن عباس رضی الله عنهم قد اجتمعا فی هذا علی ما ذکر و تابع علیًّا علی ما قال من ذلک عمر رضی الله عنهما، و من کان بحضرتهما من أصحاب رسول الله ﷺ، ففی هذا دلیل أن العزل غیر مکروه من هذه الجهة (۲۷۷)

یعنی، پس یہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں اس میں اس پر متفق ہوگئے جو ہم نے ذکر کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (عزل کے بارے میں) جو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے جتنے صحابہ وہاں موجود تھے (سب نے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی متابعت کی، پس یہ اس کی دلیل ہے کہ عزل اس جہت سے مکروہ نہیں ہے۔

(جواب میں فرماتے ہیں) ہم کہتے ہیں یہ اُن کی طرف سے وجودِ عزل کو قطعی طور پر دفع کرنے کے لئے قیاس ہے اور یہ ضعیف قیاس ہے امام غزالی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول اور اُن کا قرآن کریم سے استدلال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ہم نے پہلے قیاس اور اعتبار کا جو طریقہ ذکر کیا ہے تو تیرے لئے معانی میں غور و خوض اور علوم کے ادراک میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس کے منصب میں تفاوت ظاہر ہو جائے گا۔ (إحياء العلوم، ۲/۱۱۲)

۲۷۶۔ المُصنَّف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۱۲۶۲۱، ۱۲۶۲۲، ۷/۱۱۳

۲۷۷۔ شرح معانی الآثار، کتاب النکاح، باب العزل، ۳/۳۲، ۳۳

حدیثِ جذامہ کے جوابات

اورعلامہ عینی حنفی لکھتے ہیں کہ حدیثِ جذامہ کا جواب چندوجوہ سے دیا گیا ہے۔(۲۷۸)

۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ان احادیث اور حدیث جذامہ میں مطابقت اُسے (کراہتِ) تنزیہی پر محمول کرنے سے ہوگی اور یہ (یعنی حدیثِ جذامہ کو کراہت تنزیہی پر محمول کرنا) امام بیہقی(۲۷۹) کا طریقہ ہے۔(۲۸۰)

۲۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ بعض نے حدیثِ جذامہ جوضعیف قرار دیا ہے کیونکہ یہ حدیث اس کے معارض ہے جس کے طُرق زیادہ ہیں اور لکھتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں اور دونوں میں مطابقت ممکن ہے۔(۲۸۱)

۳۔ علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ امر ایسے ہی ہے جیسے عذابِ قبر کا امر تھا۔(۲۸۲)

۴۔ علامہ عینی لکھتے ہیں: دوسرا جواب وہ ہے جو امام طحاوی (حنفی) نے دیا کہ یہ (حدیثِ جذامہ) حدیثِ جابر سے منسوخ ہے۔(۲۸۳)، ابن حجر کہتے ہیں کہ بعض نے حدیثِ جذامہ کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ جواب

۲۷۸۔ عمدۃ القاری، ۱۸۲/۱۴

۲۷۹۔ امام بیہقی نے اپنی ''سنن'' میں فرمایا عزل کی اباحت کے رُوات اکثر اور اَحفظ ہیں تو یہی اَولیٰ ہے اور جن حضرات نے مکروہ قرار دیا ان کی کراہت کوتنزیہی پر محمول کیا جائے گا نہ کہ تحریمی پر۔ واللہ اعلم (السُّنَن الکُبریٰ للبیہقی، کتاب النکاح، باب العزل، ۳۷۸/۷) اور حافظ عراقی نے بھی امام بیہقی کے اس قول کو نقل کیا ہے کہ اباحتِ عزل کے رُوات اکثر اور احفظ ہیں (تخریج الحافظ العراقی، ۱۲۲/۲)

۲۸۰۔ فتح الباری، ۳۸۵/۹

۲۸۱۔ فتح الباری، ۳۸۵/۹

۲۸۲۔ عمدۃ القاری، ۱۸۲/۱۴

۲۸۳۔ عمدۃ القاری، ۱۸۲/۱۴

تاریخ کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں۔(۲۸۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے دوسری کتاب میں لکھا: حدیث ''العزل هو الوأد الخفی''...... ظاہر ہے کہ یہ منسوخ ہے پس تحقیق اصحابِ سنن نے حضرت ابوسعید کی حدیث روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ یہود گمان کرتے ہیں کہ عزل کم درجہ کا زندہ درگور کرنا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہود نے جھوٹ بولا......'' اور اسی کی مثل امام نسائی(۲۸۵) نے حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور امام طحاوی نے اس کے منسوخ ہونے کا جزم کیا ہے اور ان کا تعقب کیا گیا ہے۔(۲۸۶)

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ مُحدّثین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جذامہ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا تو ان کی حدیث متأخر ہوئی تو یہ حدیث اس کے غیر کے لئے ناسخ ہوگی تو میں کہتا ہوں کہ مُحدّثین نے یہ (بھی) ذکر کیا کہ انہوں نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا اور عبدالحق نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے۔

۵۔ علامہ عینی لکھتے ہیں: تیسرا جواب یہ ہے جو ابن العربی نے فرمایا کہ حدیثِ جذامہ مضطرب ہے۔

۶۔ علامہ عینی لکھتے ہیں: چوتھا جواب وہ ہے جو ترجیح کی طرف لوٹتا ہے وہ یہ کہ حدیثِ جذامہ انہی سے وارد ہے اور حدیثِ جابر رجالِ صحیح کے ساتھ وارد ہے اور اس (یعنی حدیثِ جابر) کے شواہد ہیں (اور وہ یہ ہیں) (۱) حدیثِ ابی سعید رضی اللہ عنہ جو عنقریب ذکر ہوگی(۲۸۷) اور (۲) حدیثِ ابی ہریرۃ

۲۸۴۔ فتح الباری، ۳۸۵/۹

۲۸۵۔ السُّنَن الکُبریٰ للنَّسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب العزل، و ذکر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلك، برقم: ۹۰۷۸، ۹۰۸۳، ۳۴۰/۵

۲۸۶۔ التّلخِیصُ الحبِیر، کتاب النکاح، باب مثبتات الخیار، الفصل الخامس، برقم: ۱۶۶۴ (۴)، ۳۸۸/۳، ۳۸۹

رضی اللہ عنہ جسے امام نسائی نے روایت کیا(۲۸۸)، (۳) حدیث اُبی سلمہ کہ جس میں ہے نبی ﷺ سے عزل کا حکم دریافت کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہود اسے ''الموؤدۃ الصغری'' خیال کرتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہود نے جھوٹ بولا۔(۲۸۹)

حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کی ترجیح پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قول اور عمل دونوں شاہد ہیں، صحابہ کرام کے اقوال اور ان کا عمل پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور بعض صحابہ کرام سے کراہت منقول ہے اور یہ کراہت عدمِ جواز کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ جن سے کراہت منقول ہیں ان میں حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم شامل ہیں، اگر اُن کے نزدیک کراہت سے مراد عدم جواز ہوتا تو وہ اپنے اپنے دَورِ خلافت میں عزل سے سختی کے ساتھ منع فرما دیتے حالانکہ ایسا منقول نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جو لوگ اپنی باندیوں کے ساتھ عزل کرتے ہیں پھر ان باندیوں کو اگر بچہ پیدا ہو گیا تو میں اس بچے کے نسب کو اُن عزل کرنے والوں کے ساتھ لاحق کر دوں گا اور آپ کا یہ فرمان نبی ﷺ کے اس فرمان کے مطابق ہے کہ آپ ﷺ نے سائل سے فرمایا کہ ''اگر چاہو تو عزل کرو لیکن جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا'' پھر کچھ عرصے بعد وہی شخص آیا کہنے لگا میری باندی حاملہ ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے تم سے کہا تھا کہ جو تقدیر میں ہونے والا ہے ہو گا'' (۲۹۰) اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد بچوں کو بے نسب ہونے سے اور باندیوں کو بلا دلیل شرعیہ تہمت سے بچانا مقصود تھا۔

اور اگر حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے منع منقول ہے تو ان سے اباحت بھی منقول ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹوں کو عزل سے منع کرنا اور اس پر مارنا بھی

۲۸۸۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات پر مذکور ہے۔

۲۸۹۔ عمدۃ القاری، ۱۸۲/۱۴

۲۹۰۔ صحیح مسلم، برقم: ۱۳۴ (۱۴۳۹) ص ۵۴۱

منقول ہے جیسا کہ امام بیہقی نے "السنن الکبریٰ" (۲۹۱) میں روایت کیا ہے تو آپ کا منع کرنا اور اپنے بیٹوں کو اس پر مارنا عدم اباحت پر محمول نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی اور کوئی صالح وجہ ہوگی کیونکہ آپ سے اباحت منقول ہے اور اگر آپ کا یہ منع فرمانا تحریم کے لئے ہوتا تو رعایہ کو بھی اس سے اتنی ہی سختی سے منع فرماتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اسی طرح اگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کراہت منقول ہے تو اُن سے اباحت بھی منقول ہے (۲۹۲) جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک کراہت تحریمی نہ تھی جیسا کہ امام بیہقی نے لکھا:

تحتمل کراهية من کرهه منهم التنزيه دون التحريم (۲۹۳)

یعنی، صحابہ میں سے جس نے اسے مکروہ جانا اس کی کراہت تنزیہ کا احتمال رکھتی ہے نہ کہ تحریم کا۔

۲۹۱۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۱۴۳۲۹، ۷/۳۷۷

۲۹۲۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، ۷/۳۷۷

۲۹۳۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، ۷/۳۷۸

مآخذ و مراجع

۱۔ إتحاف السادة المتقين . للزّبيدى، السيد محمد بن محمد الحسينى، الشهير بمرتضى الحنفى (ت۱۲۰۵ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۲م

۲۔ إحياءُ علوم الدين. للغزالى، أبى حامد محمد، حجّة الإسلام (ت...... ھ)، دار الخير، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۱۳ھ۔ ۱۹۹۳م

۳۔ إرشاد العقل السليم إلى مَزايا الكتاب الكريم . لأبى السعود، القاضى محمد مصطفى العمادى الحنفى (ت۹۸۲ھ)، تعليق محمد صبيحى حَسن حلّاق، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م

۴۔ إعراب القرآن، لابن النّحاس، أبى جعفر أحمد بن محمد (ت۳۳۸ ھ)، تعليق عبدالمنعِم خليل إبراهيم، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

۵۔ إكمال المُعلِم بفوائد مسلم، للقاضى، أبى الفضل عياض بن موسى اليَحْصبِى (ت۵۴۴ھ)، تحقيق الدكتور يحيى إسماعيل، دار الوفاء، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

☆ أنوار التّنزيل و أسرار التأويل= تفسير البيضاوى

۶۔ البَحرُ الرّائِق (شرح كُنز الدّقائق)، لابن نجيم، زين الدين ابن ابراهيم بن محمد الحنفى (ت۹۷۰ھ)، ايج ايم سعيد كمبنى، كراتشى

☆ بحر العلوم= تفسير السمرقندى

۷۔ بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع . للكاسانى، علاؤ الدين أبى بكر بن مسعود الحنفى (ت۵۸۷ھ)، تحقيق و تعليق الشيخ على محمد معوّض و الشيخ عادل

أحمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ- ١٩٩٧م

٨- برتھ کنٹرول کی شرعی حیثیت . للأعظمی، المفتی عطاء المصطفی بن المحدِث الكبير ضياء المصطفى الحنفى القادرى، أعظمى پبلى كيشنز، كراتشى ١٤٢٦ھ- ٢٠٠٥م

٩- البرجندى (شرح مختصر الوقاية) . للعلامة عبد العلى الحنفى، مكتبة العجائب لزخر العلوم، كوئتة

١٠- التحرير و التنوير. لابن عاشور، الشيخ محمد طاهر، مؤسسة التاريخ، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ- ٢٠٠٠م

١١- تأويلاتُ أهلِ السُّنّة. للماتُرِيدى، أبى منصور محمد بن محمد بن محمود السمرقندى الحنفى (ت٣٣٣ ھ)، تحقيق فاطمة يوسف الخيمى، المكتبة الحقّانية، بشاور

١٢- تبيين الحقائق (شرح كنز الدقائق) . للزيلعى، عثمان بن على الحنفى (ت ٧١٠ھ)، تحقيق أحمد عزّ و عناية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ- ٢٠٠٠م

١٣- تحفة الأخيار بترتيب شرح مشكل الآثار . للطحاوى، أبى جعفر أحمد بن محمد (ت ٣٢١ ھ)، تحقيق و ترتيب خالد محمود الرباط، دار بلنسية، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ- ١٩٩٩م

١٤- التعليق على المسند. لشعيب الأرنؤوط وغيره، مؤسّسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-١٩٩٩م

١٥- التعليق المُمَجّد على مُوطّأ محمد. لأبى الحسنات، عبد الحى اللكنوى (ت ١٣٠٤ھ)، تحقيق و تعليق الدكتور تقى الدين، دار القلم، دمشق، الطبعة الرابعة ١٤٢٦ھ- ٢٠٠٥م

۱۶۔ التعلیقاتُ المرضِیّة علی الهدیة العلائِیَّة . للبرهانی، محمد سعید، المکتبة القدس، کوئتة، الطبعة الثالثة ۱۳۵۸ھ۔ ۱۹۶۵م

☆ تفسیر ابن جریر= تفسیر الطبری

☆ تفسیر ابن عاشور= التحریر و التنویر

۱۷۔ تفسیر البیضاوی . للقاضی، عبدالله بن عمر الشیرازی (ت ۶۹۱ ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۸م

☆ تفسیر الحداد= کشف التنزیل و فی تحقیق المباحث و التأویل

۱۸۔ تفسیر روح المعانی . للآلوسی، ابی الفضل شهاب الدین السید محمود، البغدادی (ت ۱۲۷۰ ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۱۹۔ تفسیر السمرقندی . للفقیه أبی اللیث، نصر بن محمد (ت ۳۷۳ ھ)، تحقیق محبّ الدین أبی سعید الغمروی، دار الفکر، بیروت، الطبة الأولیٰ ۱۴۱۶ھ۔ ۱۹۹۶م

۲۰۔ تفسیر الطبری. لابن جریر، أبی جعفر (ت ۳۱۰ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الرابعة ۱۴۲۶ھ۔ ۲۰۰۵م

☆ تفسیر القرطبی= الجامع لأحکام القرآن

۲۱۔ التفسیر الکبیر. للرازی، فخر الدین (ت......ھ) دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

☆ تفسیر الماتریدی= تأویلاتُ أهلِ السُّنّة

۲۲۔ تفسیر المظهری. للعثمانی، القاضی محمد ثناء الله العثمانی الحنفی النقشبندی (ت ۱۱۲۵ ھ)، تحقیق: أحمد عز و عنایة، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

۲۳۔ التفسیر المنیر فی العقیدة و الشریعة و المنهج . للدکتور وهبة الزحیلی، دار الفکر، بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۲٤ھ۔ ۲۰۰۳م

☆ تفسیر أبی السعود= إرشادُ العقلِ السّلیم إلی مَزایا الکتاب الکریم

۲٤۔ تقریبُ البُغیة بترتیب أحادیث الحلیة . للهیثمی، نور الدین علی بن أبی بکر (ت۸۰۷ھ) و أتمّه العسقلانی أحمد بن علی بن محمد ابن حجر الشافعی (ت۸۵۲ھ)، تحقیق محمد حسن إسماعیل، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۲۵۔ الجامع لأحکام القرآن . للقرطبی، أبی عبدالله محمد بن أحمد الأنصاری، (ت٦۷۱ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبة الأولی ۱٤۱٦ھ۔ ۱۹۹۵م

۲٦۔ جامع الرّموز . للقهستانی، شمس الدین محمد الخراسانی الحنفی (ت۹۵۵ھ)، أیج أیم سعید کمبنی، کراتشی

۲۷۔ جامعُ المَسَانِید و السُّنَن . لابن کثیر، إسماعیل، الدمشقی (ت۷۷٤ھ)، تعلیق الدکتور عبدالمعطی قلعجی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۲۳ھ۔ ۱۹۷۵م

۲۸۔ حاشیةُ السِّندی علی السُّنَن (المجتبی) . للنسائی، لأبی الحسن الکبیر، نور الدین بن عبد الهادی الحنفی (ت۱۱۳۸ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۲٤ھ۔۲۰۰۳م

۲۹۔ حاشیة الطّحطَاوی علی الدُّرِ المُختار (شرح تَنوِیرُ الأبصَار) . للعلامة السیّد أحمد بن محمد الحنفی (ت۱۲۳۱ھ)، دار المعرفة، بیروت، ۱۳۹۵ھ۔ ۱۹۷۵م

۳۰۔ خلاصة الفتاویٰ، للبخاری، إفتخار الدین طاهر بن عبدالرشید الحنفی

(ت ٥٤٠ھ)، مکتبة رشيدية، کوئتة

٣١۔ الدُّرُّ المُختار (شرح تَنوِيرُ الأَبصَار) . للحصكفى، محمد بن على بن محمد بن على علاؤ الدين الحنفى (ت١٠٨٨ھ)، مع ردّ المحتار، تحقيق و تعليق الدكتور حسام الدين، دار الثقافة و التراث، دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢١ ھ۔ ٢٠٠٠م

٣٢۔ الدُّرُّ المُنتقى فى شرح المُلتَقى للحصكفى. محمد بن على بن محمد بن على علاؤ الدين الحنفى (ت١٠٨٨ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

٣٣۔ ردُّ المُحتار على الدُّرِ المُختار. لابن عابدين، السيد محمد أمين بن عمر الحنفى (ت١٢٥٢ھ)، تحقيق و تعليق الدكتور حسام الدين، دار الثقافة و التراث، دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٣٤۔ سُنَن ابن ماجة، أبى عبدالله محمد بن يزيد القزوينى (ت ٢٧٣ ھ)، تحقيق محمود محمد محمود حسن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

٣٥۔ سُنَن أبى داؤد. للسجستانى، سليمان بن أشعث (ت ٢٧٥ ھ)، تعليق عبيد الدّعاس و عادل السيد، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

٣٦۔ سُنَن التّرمذى، لأبى عيسىٰ محمد بن عيسىٰ (ت ٢٩٧ ھ)، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٣٧۔ السُّنَن الكبرىٰ. للبيهقى، أحمد بن حسين، أبو بكر الشافعى (ت٣٥٨ھ)، تحقيق محمد عبدالقادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

٣٨۔ السُّنَنَ الكُبرىٰ . للنسائی، أبی عبدالرحمٰن أحمد بن شعيب (ت٣٠٣ھ)، تحقيق، الدكتور عبدالغفار سليمان، و سيد كسروی حسن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١ھ۔ ١٩٩١م

٣٩۔ سُنَنُ النَّسائی. للخراسانی، أبی عبدالرحمٰن أحمد بن شعيب (ت٣١٣ھ)، تصحيح الشيخ عبدالوارث محمد علی، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

٤٠۔ السُّنَّة. لابن أبی عاصم، أبی بكر أحمد بن عمرو (ت٢٨٧ھ)، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٤م

٤١۔ شرح الزُّرقانی علی موطّأ الإمام مالك . للعلامة محمد بن عبدالباقی المالكی (ت١١٢٢ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت

٤٢۔ شرحُ السُّنَّة . للبغوی، أبی محمد الحسين بن مسعود الشافعی (ت٥١٦ھ)، تحقيق علی محمد معوض، عادل أحمد عبدالموجود، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

٤٣۔ شرح صحيح مسلم . للنووی، يحيی بن شرف الدّمشقی الشافعی (ت٦٧٦ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٤٤۔ شرح الطِّيبی علی مشكاة المصابيح، للإمام شرف الدين الحسين بن محمد (ت٧٤٣ھ)، تعليق أبی عبدالله محمد علی سَمك، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولی ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م

٤٥۔ شرح مشكل الآثار . للطّحاوی، أبی جعفر أحمد بن محمد المصری الحنفی (ت٣٢١ھ) تحقيق شعيب الأرنؤوط، مؤسّسة الرِّسالة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

٤٦۔ شرح معانی الآثار. للطّحاوی، أبی جعفر أحمد بن محمد المصری الحنفی

(ت ۳۲۱ھ)، تحقیق محمد زَهری النجّار و محمد سیّد جَاد الحق، عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱٤ھ۔ ۱۹۹٤م

٤۷۔ شرحُ الوِقَایَه . للمحبوبی، عبيد الله بن مسعود بن تاج الشريعة الحنفی (ت ٤۷٤ھ) مكتبة إمدادية، ملتان

٤۸۔ صحيح البخاری . لأبی عبدالله محمد بن إسماعيل (ت ۲٥٦ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

٤۹۔ صحيحُ مسلم . للقشيری، أبی الحسن مسلم بن الحجّاج (ت ۲٦۱ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م

٥۰۔ عمدة القاری (شرح صحيح البخاری) . للعينی، بدر الدين أبی محمد محمود بن أحمد الحنفی (ت ۸٥٥ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

٥۱۔ غاية البيان و نادرة الأقران. للأتقانی، قوام الدين أمير كاتب بن أمير عمر الحنفی (ت ۷٥۸ھ) مخطوط مصوّر

٥۲۔ غريب الحديث . لابن الجوزی، أبی الفرج عبدالرحمن بن علی (ت ٥۹۷ھ)، تعليق الدكتور عبدالمصطفی أمين قلعجی، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۲٥۲ھ۔ ۲۰۰٤م

٥۳۔ الفتاویٰ الأمجدية . للأعظمی، محمد أمجد علی الحنفی القادری (ت ۱۳٦۷ھ)، المكتبة الرضوية، كراتشی

٥٤۔ الفتاوی البزازية (علی هامش الفتاوی الهندية) . لكردری، محمد بن محمد بن شهاب ابن البزاز الحنفی (ت ۸۲۷ھ)، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳م

٥٥۔ فتاویٰ فيض الرسول . للأمجدی، المفتی جلال الدين الحنفی، شبير برادرز،

لاهور ۱۴۱۲ھ۔ ۱۹۹۳م

۵۶۔ فتاویٰ قاضیخان (علی هامش الفتاویٰ الهندیة). للأوزجندی، حسن بن منصور الحنفی (ت ۵۹۲ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳م

۵۷۔ الفتاوی الکاملیّة فی الحَوادِثِ الطَّرَابَلَسِیَّة. للحسنی، محمد کامل بن مصطفی الحنفی، المکتبة الحقّانیة، بشاور

۵۸۔ الفتاویٰ الهندیة، لجماعة من علماء الهند، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳م

۵۹۔ فتح الباری (شرح صحیح البخاری). للعسقلانی، أحمد بن علی بن حجر الشافعی (ت ۸۵۲ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

۶۰۔ فتحُ بابِ العِنَایَة فی شرح کتاب النِّقایة للهروی، نور الدین علی بن محمد المشهور بالملا علیّ القاری، تعلیق أحمد عزّ و عنایة، دار أحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۶ھ۔ ۲۰۰۵م

☆ قهستانی = جامع الرموز

۶۱۔ فتح القدیر (شرح الهدایة). لابن الهمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد الحنفی (ت ۸۶۱ھ)، تعلیق عبدالرزاق غالب المهدی، مرکز أهل السنّة برکات رضا، خوربند غجرات، الهند، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

۶۲۔ الفِقهُ الإسلامی و أدِلّته. للدکتور وهبة الرحیلی، نشر إحسان، طهران، الطبعة الثالثة ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

۶۳۔ کتابُ الإختیار لتعلیل المختار. للموصلی، عبدالله بن محمود الحنفی (ت ۶۸۳ھ)، تعلیق الشیخ خالد عبدالرحمن العَك، دار المعرفة، بیروت، الطبعة

الثانية ١٤٢٣هـ ـ ٢٠٠٢م

٦٤ـ كتابُ أدبِ القضاء. للسّروجى، أحمد بن إبراهيم، شمس الدين الحنفى (ت ٧١٠هـ)، تحقيق شمس العارفين صديقى بن محمد ياسين، دار البشائر الإسلامية

٦٥ـ الكتاب الفريد فى إعراب القرآن. للهمدانى، المنتخب الحافظ المقرئ (٦٤٣هـ)، تعليق محمد نِظَام الدين الفتّيح، دار الزمان، المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦م

٦٦ـ كتاب النِقَاية (مع شرحه للقارى الهروى). للمحبوبى، عبدالله بن مسعود بن تاج الشريعة، صدر الشريعة الحنفى (ت ٧٤٧هـ)، دار إحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٦هـ ـ ٢٠٠٥م

٦٧ـ كشف التنزيل فى تحقيق المباحثِ و التّأويل. للحدّاد، أبى بكر اليمنى الحنفى (ت ٨٠٠هـ)، تحقيق الدكتور محمد ابراهيم يحيىٰ، المكتبة الحقّانية، بشاور

٦٨ـ كَشْفُ الخفَاء و مُزيل الإلباس عمّا اشتهر من الأحاديث على ألسِنَةِ النّاس. للعجلونى، إسماعيل بن محمد بن عبد الهادى الجراحى الشافعى (ت ١١٦٢هـ)، ضبط محمد عبدالعزيز الخالدى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ ـ ١٩٩٧م

٦٩ـ كَنْزُ البيان فى مختصر توفيق الرحمٰن (على متن كنز الدقائق). للطائى، مصطفى بن محمد الحنفى (ت ١١٩٢هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ ـ ١٩٩٨م

٧٠ـ كنز الدقائق. للنسفى، عبدالله بن أحمد حافظ الدين الحنفى (ت ٧١٠هـ)، المكتبة العصرية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ ـ ٢٠٠٥م

٧١ـ اللباب فى علوم الكتاب. لابن عادل، ابو حفص عمر بن على، الدمشقى

الحنبلی (ت ۸۸۰ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۷۲۔ مَجْمَعُ الْأَنْهُر (شرح المُلتقَی الأبحُر). لشیخی زاده، عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان، الفقیه الحنفی (ت۱۰۷۸ھ)، دار الطباعة العامرة، مصر ۱۳۱۶ھ

۷۳۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد . للهیثمی، نور الدین علی بن أبی بکر المصری (ت۸۰۷ھ)، تحقیق محمد عبدالقادرأحمد عطا، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۷۴۔ المتانة فی المرمة عن الخزانة. للبوبکانی، المخدوم محمد جعفر بن عبدالکریم الحنفی (من علماء القرن العاشر)، الجنّة لأدب السِّندی، کراتشی

۷۵۔ المختارُ للفَتوی . للموصلی، عبدالله بن محمود الحنفی، (ت۶۸۳ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت

۷۶۔ مرقاة المفاتیح (شرح مشکاة المصابیحؒ) . للقاری الهروی، علی بن سلطان محمد الحنفی (ت۱۰۱۴ھ)، تحقیق الشیخ جمال الدین عیتانی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۷۷۔ مسئله ضبطِ تولید. للفاروقی، أبو الحسن زید، صفّه پبلی کیشنز، لاهور

۷۸۔ المُسنَد. للإمام أحمد بن حنبل (ت۲۴۱ھ)، المکتب الإسلامی، بیروت

۷۹۔ المُسنَد. للإمام أحمد بن حنبل (ت۲۴۱ھ)، تحقیق أبو المعاطی النووی، أحمد عبدالرزاق عبد و غیرهما، عالم الکتب ، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۸۰۔ المُسنَد. للحُمیدی، للحافظ أبی بکر عبد الله بن الزّبیر (ت۲۱۹ھ)، تحقیق و تعلیق حبیب الرحمن الأعظمی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۸م

۸۱۔ مشکاةُ المَصَابِیح. للتبریزی، ولی الدین أبی عبدالله محمد بن عبدالله الخطیب (ت۷۴۱ھ) تحقیق الشیخ جمال عِیتنی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

۸۲۔ المُصنَّف. لابن أبی شیبة، أبی بکر عبدالله بن محمد العبسی (ت۲۳۵ھ)، تحقیق محمد عوّامة، دار قرطبة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

۸۳۔ المُصنَّف. لعبد الرزاق بن همّام بن نافع (ت۲۱۱ھ)، تحقیق أیمن نصر الدین الأزهری، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

۸۴۔ المعجم الکبیر . للطبرانی، أبی القاسم سلمان بن أحمد (ت۳۶۰ھ)، تحقیق حمدی عبدالمجید الساغی، دار الأحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة

۸۵۔ معرِفَةُ السُّنَن و الآثار. للبیهقی، أبی بکر أحمد بن الحسین (ت۴۵۸ھ)، تحقیق سید کسروی حسن، دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۸۶۔ المقَاصِدُ الحَسَنَة فی بیانِ کثیرٍ من الأحادیث المُشتهِرة علَی الألسِنَة . للسخاوی، محمد بن عبدالرحمن الشافعی (ت۹۰۲ھ)، تحقیق محمد عثمان، دار الکتاب العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

۸۷۔ مِنحةُ الخالق علی البحر الرائق، لابن عابدین، السید محمد أمین بن عمر الحنفی (ت۱۲۵۲ھ)، أیج أیم سعید کمبنی، کراتشی

۸۸۔ مَوسُوعَة الأحادیث و الآثار الضعیفة و الموضوعة. لعلی حسن علی الحلبی، مکتبة المعارف، الریاض، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۹م

۸۹۔ مَوسُوعَة أطراف الحدیث النّبویّ الشریف. لأبی هاجر محمد السعید بن بسیونی، دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۴م

۹۰۔ موطَّأ الإمام مالك بروایة محمد بن الحسن الشیبانی (ت۱۸۹ھ) تحقیق عبدالوهاب عبداللطیف، المتکبة العلمیة، بیروت

٩١- المُهَيَّا فى كشف أسرار المَوَطَّأ (برواية محمد بن الحسن الشّيبانى) . للكمانى، عثمان بن سعيد الحنفى (١١٧٢هـ) تحقيق أحمد على، مركز التُّراث الثّقافى المغربى، دار البيضاء، المغرب ١٤٢٥هـ- ٢٠٠٥م

٩٢- النِّهَايَةُ فى غريب الحديث و الأثر. لابن أثير، أبى السعادات المبارك بن محمد (ت٦٠٦هـ)، تعليق أبى عبدالرحمٰن صلاح بن محمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م

٩٣- النَّهرُ الفَائِق (شرح كنز الدقائق). لابن نجيم، سراج الدين عمر بن إبراهيم (ت١٠٠٥هـ)، تحقيق أحمد عزّ و عناية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م

٩٤- الوجيز فى الفقه الإسلامى. الدكتور وهبة الزحيلى، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٥م

٩٥- وقار الفتاوى. للمفتى محمد وقار الدين الحنفى (ت١٤١٣هـ/ ١٩٩٣م)، بزم وقار الدين، كراتشى

٩٦- الهداية (شرح بداية المُبتدى)، للمرغينانى، أبى الحسن على بن أبى بكر الحنفى (ت٥٩٣هـ)، تعليق محمد عدنان درويش، دار الأرقم، بيروت

٩٧- الهَدِيَّةُ العَلائِيَّة . للعابدين، علاؤ الدين بن محمد أمين (ت١٣٠٦هـ). تعليق محمد سعيد البرهانى، المكتبة القدس، كوئتة، الطبعة الثالثة ١٣٨٥هـ- ١٩٦٥م

توجہ فرمائیے

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ہدیۃً شائع شدہ کُتُب

کہی ان کہی زکوٰۃ کی اہمیت

عصمت نبوی ﷺ کا بیان

رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان؟

میلاد ابن کثیر ۔ مسائل خزائن العرفان

عید الاضحیٰ کے فضائل اور مسائل

امام احمد رضا قادری رضوی، حنفی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

نوٹ: حکومت پاکستان کی طرف سے منی آرڈر فیس میں اضافے کی وجہ سے آپ
کو سہولت دی گئی ہے کہ آپ ایک منی آرڈر پر ایک سے زیادہ ممبران کی
فیس ایک ساتھ بھیج سکتے ہیں۔

☆...... ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے علیحدہ فارم کی ضرورت نہیں، آپ اسی
فارم کو پُر کر کے بھیج سکتے ہیں۔

☆...... زیادہ ممبران ہونے کی صورت میں اس فارم کی فوٹو کاپی بھی استعمال کی جا
سکتی ہے۔

جمعیّت اِشاعتِ اہلِسُنّت کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت صبح ورات کو حفظ وناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ وناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کرکے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ہر ماہ کی پہلی اور تیسری پیر کو درس قرآن ہوتا ہے جس میں حضرت علامہ مولانا عرفان ضیائی صاحب درس قرآن دیتے ہیں اور اس کے علاوہ باقی دو پیر مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں